

التحفة الجميلة

شرح

قصيدة العقيلة

www.KitaboSunnat.com

تأليف

استاذ القراء قارى ابوالحسن على اعظمى

صدر شعبه تجويد دارالعلوم ديوبند

فانت الیٹی
لاهور

۲۳۳، ۲
ب و ت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کادشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

اَقْرَأُوا كِتَابَ الذِّكْرِ الَّذِي عَلَّمْنَا الْقُرْآنَ
شرح

التحفة الجميلة

مؤلف

استاذ القراء قارى ابوالحسن على اعظمى
صدر شعبه قراءات دار العلوم ديوبند

على

عَقِيلَةُ اَثَرِ الْقَصَائِدِ

للامام ابى الفاسم بن فيثره بن خلف بن احمد الشاطبى

فى علوم الرسم العثمانى

www.KitaboSunnat.com

قُرْآنُكَ اَكْبَرُ

28 - الفضل ماركيت 17 - مِهْدِيَا لَارِي ١٤٠٧

Ph.: 042 - 7122423

233.6
اس وقت



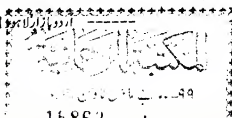
انتباہ

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی جملہ مطبوعات کے حقوق طباعت کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت محفوظ ہیں کوئی صاحب یا ادارہ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی بغیر اجازت نقل یا اشاعت کرنے کا مجاز نہیں ہے بصورت دیگر قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

لیگل ایڈوائزر: شفیق احمد چاولہ۔ ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ

نام کتاب ----- اتحفۃ البحیلة شرح قصیدۃ العقیلة
تالیف ----- قاری ابوالحسن اعظمی
ناشر ----- قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور
سرورق ڈیزائن ----- یونیک گرافکس۔ الفضل مارکیٹ

0300-4240141



پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ — اَمَّا بَعْدُ !

قاری مرقی کے لئے جن چار علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں علم رسم الخط (رسم خط عثمانی) بھی ہے۔ اور یا ایک عظیم الشان فن ہے۔ قراءت کے ارکان ثلثہ میں سے ایک مستقل رکن ہے چنانچہ علماء اور ائمہ فن نے اس فن میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں علامہ ابو عمر عثمان بن سعید ابن عثمان دانی اندلسی رحمہ اللہ کی ”المقننہ“ نہایت اہم ہے۔ اسی کے مضامین و مسائل کو حضرت العلامة الشاطبی صاحب قصیدہ شاطبیہ لایمہ (دم ۱۰۹۵ھ) نے اپنے مخصوص اسلوب اور عمدہ پیرایہ بیان میں مع کچھ زیادات کے ۲۹۸ اشعار میں نظم کیا ہے۔ اور حسب عادت استعارات اور نادر تشبیہات سے کام لیا ہے جس سے یہ قصیدہ نہایت فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ ایک گونہ چیتاں ہو گیا ہے اس قصیدہ کا نام ”عقیلۃ اثراب القصابعدنی استی المقاصد“ ہے۔ نام کی طوالت کی وجہ سے صرف ”عقیلہ“ اور ”عقیلۃ“ پر اشعار کے ختم ہونے کی وجہ سے ”سأئیتہ“ کے مختصر نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

قصیدہ شیطانیہ لائیتہ کی طرح یہ قصیدہ بھی مدارس عربیہ کے شعبہ قراءت میں داخل نصاب ہوا اور قراءت سبعہ کے لئے مداری تکمیل ہے۔

دس الخط القرآنی جیسا اہم اور عظیم الشان فن، پھر قصیدہ رائیہ جس کے ساتھ علامہ شاطبی جیسے عظیم الشان امام فن اور ولی کامل کا وکشت نام بھی ہو، ہر دور کے علماء فن نے اس کی کثیر خصوصی اعتنائی اور اس کی شرحیں لکھیں جیسے ”الوسیلہ“، ”از علامہ السخاوی“، ”تلمیذ صاحب قصیدہ“، ”شرح العقیلہ“، ”از علامہ جبری“، ”دوسوی ابن جابر اللہ“، ”فازانی“، ”الاحقاف فضلہ البشیر“، ”از علامہ احمد البناء و سبطی“، ”در المعانی الجلیلہ“، ”از المرقی عبداللہ صاحب مروا آبادی“۔ ”داسهل الموارد“، ”از المرقی فتح محمد صاحب پانی پتی مدظلہ“ وغیرہ۔

ان شروحات کے بعد پھر کسی جدید شرح و بیان کی ضرورت نہیں تھی مگر بے اعتنائی اور ناتقدری فن کے باعث یہ سب کتابیں نایاب ہو چکی ہیں، عام طلبہ و اساتذہ کے سامنے رائیہ کے حل کے لئے کوئی سہل المحصول ذریعہ نہیں ہے۔ ہندوستان کے ارباب فن اور اساتذہ کجائب نظر کی توجواب خاموشی

میں ملا، بالآخر حضرت استاد مولانا المقرئ محبت الدین احمد صاحب اللہ آبادی صدر شعبہ مرکزی دارالقرآن لکھنؤ کے حکم سے، اپنی کم مائیگی اور علمی بے بصاحتی کے احساس کے ساتھ غرض متوکل علی اللہ اس قصیدہ کی مختصر اور ضروری تشریح کا کام اول رجب سے شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سترہ یوم میں اختتام پذیر ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک!

طلباء مدارس کی سہولت پسندی نیز وسائل و ذرائع کے فقدان کے باعث غیر ضروری مباحث اور تفصیلات سے اجتناب کیا ہے۔ اشعار نقل کر کے بعد ترجمہ کیا گیا ہے اور ترجمہ کو مطلب نیز بنائے کے لئے بین القوسین تشریحی عبارت بڑھائی گئی ہے اور حسب ضرورت قدرے تفصیلی کلام بھی کیا گیا ہے۔ رسم الخط سے متعلق کچھ ضروری باتیں مناسب معلوم ہوئیں اس لئے بطور مقدمہ ایک مختصر مضمون اصل مقصود کے پہلے شامل کتاب کیا گیا ہے۔

صاحب قصیدہ سے واقفیت کیلئے ضرورت تھی کہ مختصر حالات لکھ دیے جائیں، مگر چونکہ راقم اس سے پہلے قصیدہ لامیہ کی شرح در الفحاحات القاسمیہ، میں اس کے مختصر حالات و سوانح درج کر چکا ہے لہذا اسے یہ ضروری اور عکراہ محض خیال کرتے ہوئے قلم انداز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم اور لطف بے نہایت سے اس خدمت کو قبول فرمائے، اور طلباء و شائقین فن کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع اور راقم کیلئے زراہ اختصار بنائے، آمین !!

أَبُو الْحَسَنِ الْعَظَمِيُّ

صدر شعبہ قرأت والعلوم دیوبند

ذیقعد ۱۳۷۲ھ

مقتصد

رسم الخط کی اہمیت

قرآن مجید کا یہ رسم الخط توقیفی اور سماعی ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسموع اور آپ کے امر و اِطلا سے ثابت و منقول اور لوح محفوظ کی ہدایت و کتابت اور رسم الخط کے مطابق منزل من اللہ ہے اس کے اندر کسی کی رائے اور قیاس کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ ”خط طاب لا یقاسن ان۔ خط القوانی و خط القرآن۔ اس کی متابعت اور موافقت واجب اور مخالفت حرام ہے، جامعہ ازہر کے علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔

ائمہ کی ایک بڑی جماعت کہتی ہے کہ علماء اور قراء پر واجب ہے کہ قرآن کے رسم الخط کا علم حاصل کریں اور اس کی پیروی کریں، اس لئے کہ یہ کتاب وحی حضرت زبیر ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسم ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امانت دار تھے۔ جس خط کے اخیرہ کے مشابہ تھے، آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ از خود نہیں بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور آپ کے ارشاد کے موافق لکھا ہے اس لئے کسی کے لئے بھی اس رسم و کتابت سے اختلاف کی قطعاً گنجائش نہیں حضرت امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسم قرآنی کی مخالفت ناجائز بلکہ حرام ہے اور باجماع صحابہ جس طرح لکھا گیا ہو اس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں، وہ علم میں ہم سے بڑھ کر دل و زبان کے لحاظ سے صادق تر اور امانت داری میں ہم سے برتر تھے، علامہ رشیدیؒ فرماتے ہیں:-

وقال مالک لا یقل القرآن یکتب بال... کتاب الاول لا مستقد ثاسطرا
یعنی امام مالکؒ فرمایا کہ قرآن پہلی ہی کتاب کے موافق لکھا جائے نہ کہ اس نئی کتابت کے موافق جس پر قرآن فی زمانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کے دریافت کیا کہ قرآن کے وہ الفاظ جو تلفظ کے خلاف مرسوم ہیں انہیں تلفظ کے موافق کر دیا جائے تو جواباً آپ نے فرمایا:-

علامہ جعبریؒ رقمطراز ہیں:-

”رسم المصحف لوقایہ و منہب الائمہ الاربعۃ“ (شرح الحقیلہ)

قاری عبدالرحمن یالینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

در رسم الخط واجب است و خلاف
رسم الخط و عشق قرآن گناہ است،
یعنی رسم الخط واجب ہے، اور اس کے خلاف
قرآن کی کتابت گناہ ہے اور بغیر

لہذا ہر کتاب قرآن واجب است تعلیم
رسم بدو علم رسم و تحریر قرآن غلطی خواہ
شدہ میں ثواب محجب مستحق عذاب
خواہند شدہ۔

اس کے علم کے تعلیم میں غلطی کا امکان۔
لہذا بجائے ثواب کے مستحق عذاب
ہو سکتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کھلا معرہ ہے کہ آپ نے کسی سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا لیکن اس کے
باوجود جس طرح صحابہ کرام کو قرآن کا پڑھنا سکھایا اسی طرح اس کے لکھنے کے طریقے بھی بتائے چنانچہ
ملا علی قاری فرماتے ہیں :-

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ دو ات کا منہ
کھلا رکھو تاکہ کو جھٹکی وقت نہ ہو، اور قلم بہتر جھکاؤ لگاؤ اور بسم اللہ کی بات کو خوب بڑی لکھو،
اور سین کے دندانوں کو بھی واضح کرو، اور صمیم کی آنکھ کو خراب نہ کرو، اور اللہ کو خوبصورت لکھو،
اور حصون کو یعنی اس کے تون کو دراز کرو، اور الرحمن کو بھی عمدگی سے لکھو، آگے فرماتے ہیں :-
”وَحُفَّتْ قَلَمُكَ عَلَى أَذْنِكَ أَلَيْسَ فَا نَهْ أَذْكَرَ لَكَ“

قلم کو بائیں کان پر رکھنے کا حکم فرمایا کہ اس میں یادداشت زیادہ ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کتابت اور رسم الخط
کے متعلق کس قدر تفصیلی ہوتے تھے۔ پھر یہ ارشاد کہ من کتب بسم اللہ الرحمن الرحیم
مجددۃ غفر اللہ لہ، یعنی جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو خوب عمدہ اور بنا سنوار کر لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی
مغفرت فرمائیں گے۔ یہ بتلاتا ہے کہ حسن خط بھی پیش نظر تھا۔

خط اور رسم الخط

خط کے معنی ہیں کلمہ کو اس کے ان حروف بجا سے لکھنا جو اس پر وقف وابتداء کے وقت پائے جاتے
ہیں۔ اور رسم الخط کے معنی ہیں قرآنی کلمات کو حذف و زیادت و فصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اس
شکل پر لکھنا جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے۔
محققین کی رائے پر قرآن کے خط میں تو تبدیلی درست ہے۔۔۔۔۔ یعنی خط نسخ و عربی کے
بجائے خط نستعلیق، اردو اور فارسی خط میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ گو اولیٰ اور بہت سی ہی کہ قرآن
کو بلکہ دیگر عربی عبارتوں کو بھی عربی ہی خط میں لکھا جائے، کیونکہ بعض علماء کے قول پر تو قرآن
کو عربی کے سوا اور کسی خط میں لکھنا ناجائز ہے چنانچہ علامہ سیوطی کی دو اقسام، ”میں سے گزر کر شریف“
ہیں کہ قرآن کو غیر عربی خط میں لکھنا درست ہے یا نہیں اس بارے میں کسی عالم کی کوئی عبارت نہیں
ملی۔ لیکن اس کے جواز کی محجہش ہے، کیونکہ پڑھنے والے تو اسے خوبصورت اور درست کر کے عربی

ہی میں پڑھیں گے۔ گو قریب تر یہی ہے کہ اس سے منع کیا جائے۔
لیکن رسم الخط میں تبدیلی قطعاً ناجائز ہے۔

خط اور رسم الخط کے فرق کو سمجھنے کے لئے درج ذیل مثالوں میں غور کیجئے:-

الغلیین - الرحمن - الصلوات - هُوَ لَدَّ - مِنْ تِبَارِي الْمَسْلِينِ وغیرہ
ان کلمات میں ان کا موجودہ خط رسم عثمانی کے موافق ہے کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے پس
ان میں خط اور رسم الخط دونوں ہیں۔ اور ان کو اس طرح لکھیں۔
الغلیین - الرحمان - الصلوات - هَا لَدَّ - مِنْ نِبَاعِ الْمَسْلِينِ۔ تو ان کی یہ کتابت
گو تلفظ کے موافق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ ان سب میں الف لکھا ہوا ہے
پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں ہے۔

اسی طرح اگر ان الفاظ کو خط نسخ (عربی) کے بجائے خط نستعلیق (اردو) میں لکھیں تب بھی دو صورتیں
ہوں گی۔ یعنی حروف میں کمی بیشی نہ ہو۔ تو خط کے بدل جانے کے باوجود بھی رسم عثمانی کے موافق کہلائیں گے
اور اگر حروف میں کمی بیشی ہو جائے تو پھر رسم کے خلاف ہوں گے خط بدلے یا نہ بدلے۔
اس سے یہ بھی ظاہر کہ اس کو اس خط کی یا ہندی خط میں لکھنا بالکل ناجائز اور حرام ہے کیونکہ
انہیں مشرقی حروف نہیں کہتے، پس وہ خط میں معدوم ہوں گے۔

امام کسائی رحمہ اللہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس رسم خط میں بڑے اسرار ہیں، عجیب و غریب نئی نئی چیزیں
ہیں جن میں عقلا کی عقلیں حیران اور انھیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اور رسم بھی الفاظ قرآن کی طرح معجزہ ہے کہ اس کے اسرار شری طاقت سے بالاتر ہیں غلام
یہ کہ یہ رسم، حروف مقطعات و متشابہات کے قبیل سے ہے۔ جن کی اصل مراد اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے
واللہ اعلم بما لا بد لک !

خط کی قسمیں

خط کی بارہ قسمیں ہیں:-

۱۔ معقلی - یہ سیدنا ادریس علیہ السلام کی ایجاد ہے۔
۲۔ قیبرا موزنی - سب سے پہلے قرآن کریم میں اسی خط میں لکھا گیا۔

۳۔ حیدری - اس پر دوسری بار مدینہ میں لکھا گیا جہاں دو غزوات میں جو قیدی مدینہ میں آئے تھے
ان کو اس شرط پر رہا کیا تھا کہ ہر قیدی مہاجرین کو لکھنا سکھا دے اور یہ قیدی حیدر کے تھے
علامہ دانی نے ”المقتضب“ میں اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے اسی لئے اس خط کا نام حیدری پڑ گیا۔
۴۔ کوئی - اس پر تیسرے بار شہر مدینہ میں لکھا گیا۔

عہ نسخہ - ۷ ثلث، ۸ ریحان، ۹ توحید، ۱۰ محقق، ۱۱ رفاع۔
 یہ چھوٹے خط ابن مقلہ (ابوعلی محمد ابن علی بن مقلہ، خلفاء عباسی کے عہد کا آدمی ہے اور وہی خطاط ہے) نے معقلی اور کوئی میں تصنیف کر کے نسخہ میں نکالے ہیں اور ان میں سے نسخہ پر قرآن جو سنی بار نسخہ میں لکھا گیا، اس طرح قرآن کے یہ چار ادوار ہیں۔ قرآموزی - حیرتی - کوئی - نسخہ - اور اب نسخہ ہی میں لکھنے پر بعض نے امت کا اجماع بتایا ہے۔

۱۲ تعلیق - اس کو خوشنویسوں نے توفیق و رفاع میں تصنیف کر کے نکالا ہے۔

۱۳ نستعلیق - یہ ماوراء النہر کے شہروں میں خواجہ مسیر علی تبریزی کی ایجاد سے ظاہر ہوا ہے، جس کو انہوں نے تعلیق اور نسخ سے بنایا ہے۔ پس نستعلیق مرکب امتراجی ہے۔ جو دراصل نسخ و تعلیق کا ترکیب استعمال کی بنا پر بننا اور او کو حذف کر کے نستعلیق بنایا۔ ان میں سے ۱۴ تا ۱۷ کی تفصیل ابن مقلہ کے قطع ذیل میں مذکور ہے۔

ابن مقلہ وضع کرد این شش خط از خط عبس: ۱ ثلث و ریحان و محقق، ۲ نسخ و توفیق و رفاع بعد ازاں از خط توفیق و رفاع اہل عبس: ۳ ہفتی خط و دیگر تعلیق کرد و انداختہ راج ان ساتوں کے مجموعے کو ہفت قلم اور ہفت خط بھی کہتے ہیں۔ خط کی متمول کی پوری تفصیل کتب خوشنویسی میں ملے گی۔ قرآن مجید کی کتابت مذکورہ بالا چاروں ادوار کے خط میں تو تبدیلی ہوتی لیکن ہم خط میں کوئی فرق نہیں آیا پہلے بارہ خطوں میں سے ۱۸ خط سب عربی خط ہیں۔

کاتبین وحی

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے وحی کے لکھنے والے یہ حضرات تھے:-
 ۱ سیدنا حضرت عثمان، ۲ سیدنا حضرت علی، ۳ سیدنا زید ابن ثابت، ۴ سیدنا حضرت ابی بن کعب، ۵ سیدنا حضرت زبیر ابن ابی سعید، ۶ سیدنا حضرت خالد بن ولید، ۷ سیدنا حضرت عمار ابن العاص، ۸ سیدنا حضرت معاویہ بن ابی سفیان، ۹ سیدنا حضرت العلاء بن ابی ریحان، ۱۰ سیدنا حضرت حنظلہ ابن الریح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (مخلص از ضیاء البرہان مؤلفہ)
 حضرت امیر مولانا قاری محمد الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث شریف ”وكل امرئ بال لم يبداً بسم الله الرحمن الرحيم فهو ناقص“
 یہ عمل کرتے ہوئے ناظر نے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے قصیدے کا آغاز کیا!
 ۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَوْصُوْلًا كَمَا اَمَرَ ۝ مُبَارَكًا طَيِّبًا يَكْتُمُ نَزْلُ السَّكْرِ عَنَّا ۝
 تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہاں حالیکہ یہ تعریفیں مسلسل اور دائمی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 نے (ہیں) اس حمد و شکر کا حکم فرمایا ہے یہ حمد بابرکت اور پاکیزہ ہے، بارانِ رزق نازل کرائی ہے۔
 ۲۔ ذُو الْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْاِحْسَانِ هَذَا لَقْنَا ۝ رُبَّ الْعِبَادِ هُوَ اللَّهُ اَتَذُنِي فَهَرَا ۝
 ت:۔ وہ فضل و انعام و احسان والا ہے، ہمارا خالق ہے، بندوں کا رب ہے، وہ غالب اللہ ہے۔
 ۳۔ حَتَّى عَلَيْنَا قَدْ يَبْرُؤُ الْعِلَامُ كُنْ ۝ فَزِدْ سَمِيْعٌ بِصِيْرٍ مَا اَرَادَ جَنِّي ۝
 ت:۔ وہ اللہ زندہ ہے، علیم ہے قادر ہے اور اس کے لئے صفت کلام بھی دینی وہ مستحکم بھی ہے، یکتا
 ہے سميع ہے، بصیر ہے جس نے اس کا ارادہ کرتا ہے وہ علی الفور واقع ہو جاتی ہے۔
 اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات میں صفت، علم، قدرت اور ارادہ اصل الاصول میں نیز اس شعر میں بیان
 کردہ صفات سے باری تعالیٰ کی حمد کے ساتھ دیگر فرقہ باطلہ دینی معتزلہ اور خوارج و غنویہ کا رد بھی
 مقصود ہے۔

۴۔ اَحْمَدُكَ وَهُوَ اَهْلُ الْحَمْدِ مُعْتَمِدًا ۝ عَلَيْهِ مُعْتَصِبًا ۝ وَ مُنْتَصِرًا ۝
 ت:۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں وہاں حالیکہ وہ ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے، اس پر اعتماد کرتا ہوں اس کے
 تحفظ میں آنا چاہتا ہوں اور اس کی استمداد اور قوت چاہتا ہوں۔
 ۵۔ نَشْكُ الْمَشْرِقَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ ۝ اَتَمَّيَا عَمَّ اَبَدًا اَتَذُنِي مَدَّ اَعْطَا ۝
 ت:۔ پھر رحمت کاملہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کے متبعین پر ہمیشہ عطر جیسی خوشبودار
 بارشیں برساتی ہے۔

۶۔ وَكَيْفَ: فَاَلَمْ نَسْتَعِزَّ بِاللَّهِ فِي سَبَبٍ ۝ يَهْدِي اِلَى سَكَنٍ اَمْرٍ مُّسَوِّمٍ مُّخْتَصِمًا ۝
 ت:۔ اور حمد و صلوة کے بعد اپنے سبب (سلسلہ) نظام میں اللہ ہی مستعان ہے جو رسم عثمانی
 کے مسائل تک دیات فرمادے وہاں حالیکہ وہ سبب دینی نظم مختصر ہو۔
 ۷۔ عَلَيْنَا عَلَانِيَةً اَوْ لِي الْعِلَاقَةِ اِذْ ۝ خَيْرُ الْقُرُونِ اَقَامُوا اَصْلَهُ قَدْ سَأَ ۝
 ت:۔ یہ رسم عثمانی انیس ترین چیز ہے اس کا تعلق تمام دیگر تعلقات سے بہتر ہے کیونکہ اس کی اصل
 جمعرات خیر القرون نے قائم فرمایا ہے وہاں حالیکہ اصل رب کے لئے جائے پناہ اور مرجع ہے یعنی
 قرآن کی محبت کی صحت موقوف ہے رسم عثمانی کی موافقت پر عَلَانِيَةً اَوْ لِي الْعِلَاقَةِ یعنی مشاغل

میں بہترین مشغلہ فن رسم کی خدمت ہے۔

ع ۴ دَحْلُ مَسَانِيهِ مَسْنُوهٌ وَرُسْمَتُهُ
ت ۱- اور اس رسم میں وہی سب کچھ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ محدث سے مشہور و ثابت ہے۔
یعنی ہر رسم کے تغیر اور محی بیشی سے محفوظ ہے اور جس نے وہم و التغیرات کی طرف نسبت کی ہے وہ خطِ کار ہے، اس کے اندر دافض و غف کا رد ہے، رسمِ قرآنی تو اقیفی ہے سنت سے ثابت ہے اس میں عقل و رائے کی گنجائش نہیں!

ع ۵ وَمَنْ رَدَّ سَنَنِيهِمُ الْعَرَبُ أَلَسْنَاهَا
ع ۶ كَوَصَحَ لَا يَحْتَكِلُ إِلَّا بَيْنَهُمَا فِي صَوْرٍ
ع ۷ وَقِيلَ مَعْنَاهُ فِي أَشْيَاءَ تَوْشِيَةٍ مَشِي
ع ۸ لَا أَذْصَعُوا وَجْهَ آدَمَ الظَّالِمِينَ لَا أَذْ

ت ۲- اور جس نے حضرت عثمان کا یہ قول — کہ عنقریب عرب یعنی ان کی زبانیں اس سخن رسمی کو درست کر لیں گے۔ یہ قول مشہور نہیں ہے اور اگر یہ قول عثمانی (سند) صحیح بھی ہو تو بھی یہ ان صورتوں کی طبع جو اس رسم میں ہی اشارہ کر نیسے معنی میں محتفل ہے۔ (یعنی سخن معنی ایا اشارہ کرنا۔ اس کی مثال اس حدیث کے سخن کی بھی ہوئی ہے) یعنی سخن معنی اشارہ بھی ہوتا ہے بولا جاتا ہے لَحْنٌ حَدِيثٌ اور (الکلام ما کان لَحْنًا) یعنی بہترین کلام اشاراتی کلام ہوتا ہے کہ مخاطب صرف اشارہ اور لحن میں ہی مقصد کو پالے۔

الکتابية اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِيحِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصد صراحتِ فیہ لَحْنًا کا مطلب یہ ہے کہ جو بعض حروف زائد رسوم ہوئے ہیں اور بعض محذوف الرسم ہیں اس کے اندر میں عجب و غریب اشارہ مانتا ہوں جن کو اہل عرب اپنی خدا واد و بابت سے سمجھ لیں گے۔ مگر اَلَسْنَاهَا الْعَرَبُ کا قول اس جواب کو ضعیف کر دیتا ہے اور سخن بمعنی غلطی ہی صادق آتا ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے

اس قول عثمانی کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ان الفاظ کے بارے میں رائے نہ لیں کہ ان کا خیال کرتا ہوں جو ماہرین پر تو غف نہیں ہے (کہ یہ غلطی نہیں کر سکتے) اگر یہ الفاظ (مثال کے طور پر) لَا أَذْصَعُوا اور لَا أَذْجَعْنَا اور جَاءَ الظَّالِمِينَ اور بَابِ حَسْبِ رَسْمِ ظَاهِرِ پڑھ لے جائیں (تو یہ قراءت جو ظاہری رسم پر ہوگی بلاشبہ سخن ہوگی اور غلط قراءت کی جائے گی) فَاصْخَمُ الْخَبَرُ آپس تم اس قول عثمانی کو خوب سمجھ لو یہ تیسرا جواب اصح ہے۔ شعور کی روایت شعر کے مضمون کے معارض اور اختلاف معنی اس لئے ناظم رہنے اس کے میں جوابات دو کما شہر اور تَوْصِيًا اور قِيلَ مَعْنَاهُ سے دیا ہے۔

ع ۹ وَاعْلَمُوا بِأَنَّ كِتَابَ اللَّهِ هَٰذَا
ت ۳- اور واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مخصوص ہے اس وصفِ خاص کے ساتھ جس کی تفسیر لائے پوری مخلوق باہمی تعاون کے باوجود عاجز ہو گئی ہے!

قرآن عزیز اپنے دیگر اوصاف کے ساتھ فصاحت و بلاغت میں بھی یمثال ہے اس کا

چیلنج ہے، قُلْ لَّيْسَ اجْتَمَعَتِ الْاَلْسُنُ وَالْجَنُّ عَلَى اَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَئِنْ كُنَّا بِمِثْلِهِ قَدْ كُنَّا لَمُضْهِئِينَ لِبَعْضِ ظَهْرِهَا (اسرار ۱۵) ناظم نے اس آیت کے مضمون کی طرہ اشارہ فرمایا ہے بلاشبہ دنیا اس کی تفسیر لانے سے قاصر ہے اور رہے گی۔ قرآن چونکہ دلیل نبوت ہے اور اصل شریعت ہے اور اعجاز قرآنی کا مسدودین کے اہم مسائل میں سے ہے بلکہ اصل الاصول ہے۔ اس لئے اعجاز کی بحث کو مقدم کیا۔

اب آگے ناظمؒ جو ۱۰ اعجاز بیان کر رہے ہیں۔
عَلَا مَنْ قَالَ صَرَفْنَهُمْ مَعَ حَبِّ نَفْسِهِمْ ۖ وَقَرَأَ الدَّاعِيَ فَلَهُمْ كَسْبُ النَّصْرِ ۚ
ت: جس نے یہ کہا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کا) ان کو بہت سے دلائل اور اسباب ان کی نصرت کو ابھارنے کے باوجود (نمونہ و تفسیر لانے سے) روک دینا ہے۔ اس قائل نے دلائل سے مدد نہیں لی، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ قرآن کی تفسیر ممکن تھی اس کے اسباب بھی مہیا تھے، مگر اللہ نے ان کی عقلیں چھین لیں اور نمونہ پیش کرنے سے روک دیا یہ وجہ اعجاز قرآن کی۔۔۔ ناظمؒ اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات محض عدم تدر و تفکر کا نتیجہ ہے، اگر دلائل میں خود غور کرتے یا علماء محققین سے دریافت کرتے تو ایسی کج اور غلط بات نہ کہتے کیونکہ مسلوب العقل گویا مردہ ہوتا ہے اور مردہ سے کسی طرح کا چیلنج اور مطالبہ ایک بے معنی چیز ہے اور پھر یہ کہ اگر اللہ نے انہیں عاجز کر دیا تو اعجاز اللہ تعالیٰ کا ہونا کہ قرآن کا۔

عَلَا كُمْ مِنْ بَنِي اٰدَمَ لَنْ جَدُّ بَلَاغَتْهَا ۚ اَلَا كَذٰبُہٗوْكُمْ طَوَّلَ الزَّمٰنَ شَرٰی
ت :- (از قبل علم بدیع) بہت سی خوبیاں ایسی ہیں جن کی بلاغت (دیگر کتب سماوی کے مقابلے میں) صرف قرآن میں پائی جاتی ہے اور کتنی ہی خوبیاں ہیں جو دورِ ایام اور طولِ زمان کے باوجود نظر آتی ہیں۔ یعنی قرآن مجید بلاغت کے ایسے معیارِ اعلیٰ پر ہے جسکی نظیریں نزولِ قرآن کے پہلے تھیں اور نہ بعد میں قرآن کا اپنا چیلنج نزول کے وقت سے آج تک ہو اور قیامت تک رہے گا۔ قُلْ اَوَلَمْ يَشْفَوْا مِنْ مِثْلِهِ رِبعہٗ نِسْرہٗ ۚ وَقُلْ لَّيْسَ اجْتَمَعَتِ الْاَلْسُنُ وَالْجَنُّ ۚ (اسرار) قرآن کے عجائبات کبھی تم نہیں ہوں گے۔ حدیث میں ارشاد ہے: هٰذَا هَٰذَا الْقُرْآنُ لَا يَنْقُضِي عَجَابُہٗ وَلَا يَخْلُقُ مِثْلَ كَثْرَةِ السُّوَرِ (بیہقی من ابن مسعود رحمہ) تکرار اور بار بار کی تلاوت سے اس کے اندر قدرت اور ہر ناپن نہیں ہوگا۔ اور خواہ کتنا ہی طویل زمانہ گزر جائے اس کی جدت اور نئی خوبیوں اور بلاغتوں میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ علماء اور ماہرین کی غواہی نے اس کے اندر سے فصاحت و بلاغت کے ذکر سے بہا نکلے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک نہ ہوگا۔ مختصر یہ کہ یہ کہنا کہ قرآن کا نمونہ لانے سے روک دیا گیا ہے اس لحاظ اس کی تفسیر نہیں پیش کی جا سکی یہ قول بے دلیل ہے،

ایک واقعہ اختصار کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے جو اسی زمانے کا ہے :- صاحب دو جواہر القرآنؒ علامہ جوہری طنطاوی مصری اپنے جزم کے قیام کے زمانے کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک دن

مَا دَعُوْا قُلُوْبَكُمْ لِیُکَلِّمَ النَّاسَ فَاَنتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱

ت:- اور جو کہتے ہیں کہ ان مخالفین سے اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ کا مطالبہ کیا تھا وہ استفادہ فی العلم سے بالکل کمالی رہا۔ لادینہ یعنی دار فی العلم، لاصد ترا یعنی ماہر فی العلم، حصول علم کے بعد لو کہنے والا، عالم ماہر یعنی یہ قول محض اس کی رائے پر مبنی ہے، اگلے شعر میں اس کا رد فرماتے ہیں۔

۱۹ مَا لَا يُطَاكَ نَحْنُ تَعْلِيْنُ كَلَفْتَهُ ۖ وَجَا بُزْدُ قَدْوَرٍ عَصْلَهُ الْبُصْرَا
ت:- تکلیف ما لا یطاک کی تعین یعنی وجوب و لزوم، اور جواز اور وقوع و نزول میں علماء میں کیلئے بھی دشواری ہے۔ پھر یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ حادث سے کلام قدیم کا مطالبہ فرمایا، مستقدر ہے معنی اور غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا کوئی بھی حکم بندوں کو نہیں دے سکتے جو اس کی طاقت اور اس کے بسک ماہر ہو بخود ارشاد ہے، لَا يَكْفِيكَ إِلَهًا نَفْسًا إِلَّا دُسْحَكَ

الفرض قرآن مجید فصاحت و بلاغت، معانی و بیان، علم بدیع کی جملہ اقسام کے ساتھ معجزہ ہے، ہی اس کے اندر خوف و دہشت بھی بدرجہ کمال ہے اور حروف قرآنی کی منظر و تالیف بھی، اختصار و اعیان بھی عجز ہے، اس کے اندر جملات و شیرینی اور درون و نصارت اس درجہ کا ہے کہ کتنی ہی بار پڑھے سیر نہیں ہوتی بلکہ اس کا حزن اور لطف بڑھتا ہی رہتا ہے، و تود ادا یزداد فیہ تجتہا
عَلَىٰ رِجْلَيْهِ الَّذِي تَكَلَّفَ مَجْزُورًا ۖ وَالْأَنْصَارُ لَهُ كُنْدٌ أَذْجِبُ الْخُورًا
ت:- اللہ تعالیٰ کیسے ہے ان کی خوبی جس کی تالیف و تصنیف کتاب اعیان القرآن اور کتاب انصار القرآن ہے جس نے اس کے اندر قرآن مجید کی خوبیوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں کتابیں امام النجاشی عبد القادر جرجانی رحمہ اللہ کی اعلیٰ تصانیف ہیں ولذا ذکر قرآن مجید کے اعجاز اور ثنائی الذکر معتزلہ کے رد پر ہے، یہ دونوں کتابیں اپنے موضوع پر مجدد عمدہ اور نفیس ہیں، یہ کتابیں علوم میں یدِ بیضا کی حیثیت رکھتی ہیں، علماء بلاغت کے آپ کی بے پایاں خدمات کی بنا پر آپ کو واضح علم بیان کا خطاب دیا ہے۔ موصوف نے اپنی ان کتابوں میں محاسن قرآنی کو واضح کیا ہے، اس لئے علامہ رشطی نے تعریف میں یہ شعر ذکر فرمایا ہے،

۲۰ وَلَمْ يَكُنْ حِفْظُهُ يَتَرُ الْفَحْمَ بَجْزِي ۖ عَلَا حَيَاتُهُ سَمُولُ اللَّهِ مُبْتَدَأُ
ت:- اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اعلیٰ و طیبہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان حفظ قرآن کا شوق مسالمت اور مصابرت کے ساتھ بڑا ہی جاری رہا۔ (مبتدأ، ایک دوسرے سے لگے بڑھتے)

یہ اعتدال کی قرآن مجید جب سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لکھا گیا ہے تو اس کے اندر غلط بھی ہوں گی، یہ اعتدال غلط ہے کیونکہ قرآن مجید سارا کا سارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نازل ہو کر مکتوب ہو چکا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں مکمل محفوظ تھے، صحابہ کا حافظہ ہمارے دور کے حافظ جیسا نہیں تھا، حفظ قرآن کو وہ حضرات عظیم ترین عبادت سمجھتے تھے، یہ ضرور تھا کہ بچانہ تھا، منشر تھا، پھر در صدیقی میں بچا کیا گیا، اس کے بعد وزیر عثمانی

میں ایک جلد کے اندر کیا گیا اور متعدد نسخے لکھوا کر امصار و بلاد میں روانہ کئے گئے جسکی تفصیل آئندہ اشعار میں آ رہی ہے۔

۲۷۔ دَحْلُ عَلَامٍ عَلَى جَبْزَيْلٍ يَعْرِضُهُ وَقِيلَ أَهْلُ عَمَامٍ عَصِيْبَتَيْنِ قَسْرًا
ت:۔ اور آپ ہر سال حضرت جبریلؑ کے روبرو قرآن کا دور فرماتے تھے اور بقول بعض (اپنی
حیات و نبوی کے) آخر سال دوم تہہ پڑھا تھا (قَسْرًا لے قَسْرًا)۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انبیان سے حفاظت کے باوجود قرآن کے نازل شدہ حصہ کا
دور ہر سال فرماتے تھے، امت کے لئے سبق ہے کہ قرآن کی حفاظت پر ہمہ وقت مصروف رہے،
مسلم شریف کی روایت ہے، عن ابی موسیٰ عن ابی سعید اللہ علیہ وسلم تعاھدوا القرآن
فوالذی نفس محمد بید لا لھوا نشدنا ثمانی الاہل فی عقیلھا (۲۷ باب الاصر
بتعہد القرآن) یعنی قرآن کی حفاظت میں ہمہ وقت لگے رہو، بڑھتے اور بڑھاتے رہو، قسم ہے
اس ذات کی جسکے قبضے میں محمد کی جان ہے یہ قرآن ذہن و دماغ سے نکل کر بھاگ جائے میں اونٹ
سے زیادہ تیرے کر اونٹ کو اس کے سخاں سے اگر ایک لحظہ کیلے بھی نہ باندھو تو فوراً اسکل
بھاگے گا۔

ہمیں بھی حاملین قرآن میں سے بنا دے آمین!۔ آخر سال میں دوم تہہ کے دور سے آپؐ کا خیال فرمایا
کہ میری وفات کا وقت آپؐ کو پتہ چل گیا ہے اسی سال رفیق اعلیٰ سے مل گئے۔

۲۸۔ اِنَّ الْيَمَامَةَ اَهْوَاھُمْ سَبْكُهُمْ اَلَمْ يَكُنْ اَبْنِیْ زَكَرِيَّا الصِّدِّیْقِ اِذْ خَسِرَا
ت:۔ برصیدہ کذاب نے دور صدیقی میں اہل یاسم کو گراہ کر دیا تھا جبکہ وہ خود بر باد ہو گئے۔

یوں تو مدعی نبوت سیلمہ کذاب نے جھوٹا دعویٰ نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
ہی میں کیا تھا مگر اس وقت جذال مشہور نہیں ہوا تھا، مگر اپنی فتنہ پرداز یوں میں لگا رہا، دور صدیقی میں اسکے
متبعین کی تعداد بہت ہو گئی، حضرت سرسیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں سیدنا صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور بڑی خونریز جنگ ہوئی، اس کے شعر میں فرماتے ہیں!

۲۹۔ وَبَعْدَ بَأْسٍ شَدِيدٍ حَانَ مَضِیْعُهُ ذَكَانَ بَأْسًا عَلَى الْقَوَاۓ مَسْتَعْرِا
ت:۔ اور شدید جنگ کے بعد سیلمہ کی ہلاکت کا وقت آ پہنچا۔ اور یہ جنگ ایسی تھی جو قرآن کے حق میں بھڑک
والی بھی مسلمانوں پر ایسا سخت وقت کبھی نہیں آیا تھا، اس جنگ میں مسلمان شہداء کی تعداد بارہ
تسو اسی تھی، باقی زخمی تھے، ان میں سات تن کی تعداد حفاظ اور قرآن کی تھی۔ یہ حضرات ایسے تھے جن کے

پاس قرآن مجید تہہ پڑ بھی موجود تھا، ان میں حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ
جلیل القدر قاری بھی تھے ان کے ساتھ اہل قرآن کا دستہ بھی تھا، جن چار حضرات قرآن سے قرآن
مجید پڑھنے کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمایا کرتے تھے ان میں حضرت سالم رضی اللہ عنہ بھی تھے بلکہ حضرت

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرا نمبر آپ ہی کا تھا، ایسے جلیل القدر حفاظ و قراء کی شہادت

نہایت تشویش اور فکر کا باعث تھی چنانچہ :
 ﴿فَأَدَّى أَبَا بَكْرٍ الْفَأْزَاقَ نَفْثَ عَلَى الْفَأْزَاقِ وَأَدَّى رِبَّ الْقُرْآنِ أَنْ مُسْتَطَرًّا
 ت : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ
 مجھے قرآن کے بارے میں اندیشہ ہے لہذا آپ قرآن کی حفاظت کا انتظام فرمائیں، دراصل حاشیہ
 آپ اسے لکھنے والے ہوں،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اولاً انکار فرماتے رہے کہ جس کام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے نہیں کیا میں اسے کس طرح کر سکتا ہوں، آپ کو بدعت اور نئی ایجاد کا اندیشہ تھا مگر حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مسلسل اصرار پر آپ کو شرح صدر ہو گیا، اور کاتب وحی حضرت زید ابن ثابت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کے جمع کرنے کا حکم فرمایا، آپ نے بھی وہی کہا جو صدیق اکبر نے کہا تھا کہ
 بالآخر شیخین کی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے شرح صدر فرمادیا
 اور یہ اہم اور عظیم کام ان کے سپرد ہو گیا،

﴿فَأَجْمَعُوا أَجْمَعًا فِي الصُّحُفِ وَأَعْتَدُوا رِزْدًا ابْنُ ثَابِتٍ لَمْ يَحْدَلْ الْمَرْضَى نَفَرًا
 ت : الغرض ان حضرات نے قرآن کو صحیفوں میں جمع کرنے پر اجماع کر لیا اور اس کی جمع و ترتیب میں حضرت
 زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ پر اعتماد کیا، جو عادل (فی الروایت) اور نظر و فکر کے اعتبار سے سنیہ تھے،
 حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ ان اوصاف کے باوصف کاتب بھی تھے، فقہائے صحابہ میں
 شمار ہوتے تھے، نیز فضل و کمال میں بھی اعلیٰ مرتبہ کے مالک تھے، نیز حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کے عرضہ اخیرہ کے مشاہد بھی تھے، آپ کو آیات قرآنی کی ان تمام قراءات اور وجوہ کا پورا علم تھا
 جو اس وقت غیر منسوخ اور باقی تھیں اس لئے تمام حضرات صحابہ نے آپ پر اعتماد فرمایا۔

﴿فَقَامَ فِيهِ بَعُوثُ اللَّهِ يَجْمَعُهُ بِالْبَصَّةِ وَالْجِدَّةِ وَالْحَنَامِ الَّذِي بَصُرًا
 ع : ﴿مَنْ لِي أَوْجُوهَ حَتَّى اسْتَسْقَمَ لَهُ﴾ بِالْأَحْزَابِ السَّبْعَةِ الْعُلَا كَمَا اشْتَعَلَ
 لہذا وہ اس کام کے لئے مستعد ہو گئے، آپ قرآن کو اس کی تمام وجوہ سمیت خالص نیک نیتی، سعی
 بلیغ اور کامل احتیاط کے ساتھ جمع کر رہے تھے، حتیٰ کہ قرآن حضرت زید کیلئے مشہور اور بلند سبقت احرف
 کیساتھ امت کو پہنچ گیا۔

سبعة احرف جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے، اِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ اَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ
 احرف فاقتردا اما تيسر منه، سبعة احرف سے عند مجہور سات مشہور لغات مراد ہیں،
 حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس انداز پر قرآن کو جمع فرمایا کہ جن سات احرف پر قرآن نازل ہوا وہ سب
 اس میں آ گئے۔

﴿فَارُودٌ أَسْلَمَهَا لَمْ تَقْصُ الْعُرُ
 ع : ﴿فَأَمْسَكَ الصُّحُفُ الصَّدِيقُ ثُمَّ إِلَى
 ع : دَعْنَدَ حَفْصَةَ كَأَنَّ بَعْدَ فَاسْتَلَمَ لَ﴾
 ﴿فَأَرَادَ مَا عَزَمَ لَوْ أَنَّ أَحْرَفَ رَمَوْا﴾

ت۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان صحیفوں کو محفوظ رکھا، اس کے بعد جب آپؐ اپنی زندگی کے دن پورے کر لے (بوقت وفات) تو ان صحیفوں کو حضرت فاروق اعظمؓ کے حوالے کر دیا۔ اور پھر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد یہ صحیفہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ اس کے بعد عام قرار دیا کہ ماہرین، چند حروف میں اختلاف کرتے ہوئے گروہ در گروہ ہو کر جلد ہو گئے۔

اس اختلاف کی شکل یہ ہوئی کہ کچھ کلمات جو غیر متواتر طرق سے پہنچے تھے انھیں نیز کچھ تفسیری و توضیحی کلمات بھی لوگوں نے ایسے ایسے قرآن میں شامل کر لیا تھا اور بوقت تلاوت انھیں بھی پڑھتے اور باہم دگر کہتے کہ میری قرأت تم سے بہتر ہے، اور بعض بعضاً بغضاً حتیٰ کہ یہ سلسلہ ایک دوسرے کی تفسیر تک پہنچ جاتا، اگلے شعر میں فرماتے ہیں:-

۱۲ ذَٰلِكَ نَفِی بَعْضُ مَنْ أَجْمَلَ مُشَاهِدَةً ۖ حَدَّثَ يَفْقَهُ نَدَايَ نِي خُلَفَاءِ عِبَادِ
ت۔ اور حضرت حدیث بعض ان اختلاف کر نیوالوں کے ساتھ کسی غروہ میں موجود تھے، آپ کو ان کے اختلاف میں غریب نظر آئیں!

یعنی آپ کو شدید اندیشہ ہوا کہ تورات اور انجیل کی طرح مبادا قرآن بھی اختلاف، تغیر اور تحریف کا شکار ہو جائے، اس لئے آپ نے اس کے اختلاف کے سلسلے میں اپنے اندیشے خلیفہ

وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کئے۔
۱۳ فَجَاءَ عُثْمَانُ مَذْعُورًا فَقَالَ لَكَ أَخَافُ أَنْ يَخْلَطُوا أَحَادِثًا لَيْسَ

ت۔ لہذا حضرت خلیفہؓ گھڑاٹ میں خدمت عثمانی میں حاضر ہوئے اور اپنے اندیشہ ظاہر کیا کہ مبادا یہ لوگ قرآن اور غیر قرآن کو باہم مخلوط کر دیں۔ لہذا آپ مخلصوں کے لئے تدارک اختلاف فرمائیے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے معتبر صحائف کو امصار و بلاد میں پھیلانے کی غرض سے عرض خلیفہؓ کو

سُئِرَ تَوَجُّهَ فَرَمَا۔
۱۴ فَاسْتَخَفَّ الصَّحُفَ الْأُولَى الَّتِي جُعِلَتْ ۖ وَخَصَّ رَيْدًا أَوْ مِنْ قُرَيْشِهِمْ نَفَرًا

ت۔ اور حضرت عثمانؓ نے وہ تمام پہلے صحائف حاضر کرائے جو بعد صدیقی جمع کئے گئے تھے اور ایک جگہ کے اندر جمع کرنے کے لئے زید ابن ثابتؓ کو اور قریش کی ایک جماعت کو خاص کر دیا۔

حضرت زیدؓ کی عظمت شان سابق میں گذر چکی ہے، آپ کی اعانت و مدد کیلئے ایک ایسی جماعت کو جو قریشی تھی مامور فرمایا، قریش کی خصوصیت اس لئے کہ قرآن قریش ہی کی لغت میں نازل ہوا ہے، وہ حضرات یہ ہیں:- حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، عبدالرحمن ابن حارث

ابن ہشام رضی اللہ عنہم۔

۱۵ عَلَى لِسَانِ قُرَيْشٍ مِمَّا كَتَبُوهُ ۚ عَلَى الرَّسُولِ بِهِ اِنْزَالُهُ اَنْتَشَرَا

ت۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جامعین سے یہ فرمایا کہ قریش کی لغت کے موافق قرآن کی کتاب

جیسا کہ نزول قرآن کی شہرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی لغت کے ساتھ ہوئی ہے۔
 یعنی یہی لفظ کی کتابت کے دوران اختلافی تصدیق رونما ہو تو اسے قریش کی لغت کے موافق لکھا
 جائے، کیونکہ قرآن کا نزول اسی لغت میں ہوا ہے، چنانچہ ایک موقع اختلاف کا لفظ التَّائِيَاتُ کی کتابت
 میں آیا تو آپ ﷺ حسب لغت قریش اسے دراز قرائی صورت میں لکھنے کا حکم فرمایا۔ یعنی ”سبعة احرف“
 میں سے ایک حرف اور ایک لغت کے موافق قرآن کی کتابت کرائی گئی اور باقی چھ کو تجارت سے حذف کر دیا
 گیا مگر قراۃ اور تعلیم میں سبعة احرف مکمل باقی ہیں، نیز اس رسم و کتابت پر صحابہ اور تابعین کا اتفاق
 و اجماع ہے۔ اور یہ رسم الہی عظیم ہے کہ جملہ قراۃ کی حامل اور سکون و عامل ہے۔

مَا فِيهِ شَكْلٌ وَلَا نَقْطٌ فَيُحْتَجَبُ
 ت: اور ان کا تین بے قرآن کو (تفسیری الفاظ) کی کتابت سے حسب خواہش عثمانی خالی رکھا، یعنی اس
 کتابت میں نہ تو حركات تھیں اور نہ نقطے۔ تاکہ (اختلاف قراۃ کو) روک دیں،

یعنی قرآن کی کتابت غیر معصوم اور غیر منقوہ کرائی گئی تاکہ دیگر قراۃ کو بھی یہ رسم شامل ہے، اعراب
 اور نقطوں کی وجہ سے صرف ایک ہی قراۃ کا اظہار ہو تا، مثلاً ”تَكَذُّبُكُمْ“ دال پر فتح سے اسکان دال کی
 قراۃ کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے (جو ابن ذکوان، حفص اور اخوین کے مساوی قراۃ ہے) اسی طرح ثَقِيلُ
 میں یا کے نقطے سے ثَقِيلُ و تا کی قراۃ کی گنجائش نہ رہتی (جو کی کی قراۃ ہے) یہ حضرات اہل
 عرب اور اہل علم تھے اس غیر معصوم اور غیر منقوہ قرآن کی تلاوت ان کے لئے مشکل نہ تھی، لیکن جب علم
 گھٹنے لگا اور اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پھیلنا شروع ہوا تو کم علمی اور اجنبی زبان ہونے کی وجہ سے
 تلاوت میں غلطیاں ہونے لگیں اس لئے تدریجاً اعراب اور نقطے لگائے گئے۔

حسب روایت موسیٰ بن جابر الشریبی پہلے نہایت اہتمام سے اعراب اور نقطے حکم حجاج بن یوسف
 نصر بن عاصم ثقفی نے لگائے، اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً ابو الاسود دلیٰ کم بن عمرو بن
 سفیان نے تنوین و حرکات مقرر کیں، اس کے بعد خلیل بن احمد نے تشدید اور سحرہ اور قوافل اشکاک
 کی علامات جاری کیں، اور ایک قرآن مجید جو امام ابن سیرین کے پاس تھا انہیں نقطے بھی ابن عمر نے
 لگائے تھے، بہر حال نقطوں کا طریق اولاً انھیں حضرات کا جاری کردہ تھا، یہ تینوں بصرہ کے خلیل القدر
 تابعی ہیں۔

لَا تُسَارَفُ نُسْخَةُ الْمَدَنِي كُوفٌ وَ شَامٌ وَ بَصْرٌ تَدْلَاءُ الْبَصْرَا
 ت:۔ اور یہ قرآن متعدد نسخوں میں مرتب ہو کر بحکم حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) بلا واسطہ جاری ہو گیا،
 ان میں سے مصحف مدنی کے ساتھ کوفی، شامی، اور بصری صحائف تو ایسے خوش منظر تھے جو نگاہوں
 کو روٹنی بناتے تھے،

اس شعر سے پانچ صحائف کی تعداد کا جو بہر حال اتفاقی ہے، یہ چلتا ہے، مدنی، کوئی، شامی، بصری، مکی، (اور ایک مصحف امام جو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہتا تھا) یہ مصاحف خمسہ ابن بلال خمسہ میں روانہ کر دئے گئے کہ ساتھ ہی تعلیم و تکرانی کیلئے پانچ ممتاز صحابہ بھی متعین کئے گئے پچانچ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن السائب رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ، شام حضرت ابو عبدالرحمن السکونی رضی اللہ عنہ کو تو اور حضرت عامر ابن عبداللہ القیس رضی اللہ عنہم بصرہ میں نازل مقرر ہوئے، اس طرح تعداد مصاحف مصحف امام کو لے کر چھ ہو جاتی ہے۔ بعض نے کچھ اور تعداد بتائی ہے، فرماتے ہیں:-

عَدَدٌ دَقِيلٌ مَلِكُهُ وَالْبَحْرُ مَعَهُ يَمِينُ صَاعَتْ بِهَا شِعْرٌ وَفِي نَشْرِهَا قِطْرٌ
ت:- اور بقول بعض کہ، بحرین اور یمن میں (بھی تین شے) مشہور ہو کر عود کی طرح شائع ہو گئے۔
اس شعر مصاحف کی تعداد آٹھ ظاہر ہوتی ہے، ساتواں بحرین اور آٹھواں یمن ارسال کیا گیا، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر میں بھی روانہ فرمایا۔
عَدَدٌ قَالَتْ مَالِكٌ فِي الْفَرَأْنِ يُكْتَسَبُ مَالِكٌ كِتَابُ الْأَوَّلِ مُسْتَحْدٌ شَا سَطْرًا
ت:- اور امام مالک نے فرمایا ہے کہ قرآن کی کتابت پہلے ہی طرز پر کیا گئے، کسی جدید طرز پر نہ لکھا جائے۔

یعنی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ الفاظ قرآنی تلفظ اور قراءت کے موافق کیوں نہ لکھے جائیں، جیسا کہ بعض کلمات و حروف ہیں کہ پڑھے جاتے ہیں کچھ اور لکھے گئے ہیں کچھ مثلاً اَنَا ضَمِيمٌ مَلِكٌ وَصَلًا اور لَا رَأَى الْجَحِيمِ وغیرہ کہ اول کو وصلًا اور ثانی کو جاکین میں بغیر الف کے پڑھا جاتا ہے مگر اس کی حکمت اب الف کے ساتھ ہے محققین کی رائے بھی یہی ہے، کہ قرآن کی کتابت اصل اور اولین کتابت و طرز پر ہی باقی رکھا جائے اس میں تبدیلی نہ کیا جائے۔

عَدَدٌ قَالَتْ مُصْحَفُ عُثْمَانَ تَعْبَتَ لَمْ تَجِدْ لَهُ بَيْنَ أَشْيَاخِ الْهُدَى خَبْرًا
ت:- نیز امام مالک نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن غائب ہو گیا ہے، ہم ہدایت کے شیوخ میں اس کی اطلاع نہیں پاتے۔ یعنی وہ قرآن جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گود میں بوقت شہادت تھا، جس پر آپ کے خون شہادت کے کچھ چھینٹے بھی پڑے تھے،

مَلِكٌ أَبُو عُثَيْبٍ أَوْلُوهُ بَعْضُ الْخَلَاءِ الْبَنِي اسْتَعَى جَوْهَ نَا بَصُوتِ الدِّمَا اشْرَا
ت:- ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے فرمایا کہ میرے بعض ذخیرہ کتب والوں نے اس مصحف عثمانی کو نکالا (اور دکھایا، تو میں نے خون کا اثر دیکھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے وہی قرآن ایک کتب خانہ میں مل گیا جس میں بوقت شہادت آپ

تلاوت فرمایا ہے تھے، تو میں نے متعدد مقامات پر خون کے دھبے دیکھے،
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْرِي لَكَ الْخُفَّاسُ مَعْتَبَرًا مَا تَكُنْ ذَاكَ أَمَا فَهْمٌ صِفَتْ تَنْظُرًا
ت:- اور ابو جعفر ابن الخفاس نے اس سے قبل (شعبہ ۳۹) پر اعتماد کرتے ہوئے ابو عبید
کے قول کا رد کیا ہے۔ اور مصنف اہل نظر علماء نے ابو جعفر ابن الخفاس کے رد کا انکار کیا ہے،
(ابو جعفر احمد بن محمد الخفاس نحوی مصری م مشہور)

یعنی محققین فرماتے ہیں کہ ماسبق کے قول امام مالک کو نبی ابو عبید کی زیارت مصحف
عثمانی کی تردید اس لئے صحیح نہیں کیونکہ امام مالک نے مصحف فرمایا کہ میں اس کا پتہ نہیں لگا بس، اس سے
یہ دلیل بنایا کہ اب اور کسی کو نہ مل سکتا ہے نہ کوئی اس کی زیارت کر سکتا ہے، کیونکہ صحیح ہوگا۔ آگے

اسی کو سن رہے ہیں!
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْرِي لَكَ الْخُفَّاسُ مَعْتَبَرًا مَا تَكُنْ ذَاكَ أَمَا فَهْمٌ صِفَتْ تَنْظُرًا
ت:- ابو جعفر کی تردید کے انکار کی وجہ اس لئے کہ امام مالک نے یہ نہیں فرمایا کہ مصحف امام کا ضابطہ
ظاہر ہو گیا ہے، جو چرخیہ ضائع اور فوت نہ ہو گئی ہو اس کے ظہور نہ زیارت کی امید کیجا سکتی ہے جو امام کی
پیشینگی اور غائب ہونے کا زمانہ طویل گذر جائے یا کم۔

لہذا ہر دو حضرات کی باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْرِي لَكَ الْخُفَّاسُ مَعْتَبَرًا مَا تَكُنْ ذَاكَ أَمَا فَهْمٌ صِفَتْ تَنْظُرًا
ت:- اور اہل رسم میں سے امام نافع (مدنی) اور ابو عبید کے مابین ان کی رسم کے بعض اس حصے میں
اختلاف بھی ہے جنہیں دونوں نے نقل کیا ہے۔ (ولیکن حزن ظن کے ہوتے ہوئے یہ
کوئی ایسا تعارض نہیں جس کی تاویل نہ ہو سکے) لہذا تم وسعتِ صدر کے ساتھ خوش ہو جاؤ
اس رسم پر جو ان ائمہ سے صادر ہوئی ہے۔

چونکہ امام نافع مدنی ہر رسم کو مصحف مدنی سے نقل کرتے ہیں اور حضرت ابو عبید مصحف عثمانی
سے اور ان دونوں مصاحف میں بعض جگہ کچھ تھوڑا سا فرق بھی ہے اس لئے ان دونوں حضرات
کی روایتوں میں کہیں کہیں اختلاف بھی ہو جاتا ہے، یہ نقل قرآنی جملہ مصاحف کو پیش نظر رکھ کر
سب کا مطالعہ کر کے نہیں ہوتی ہے بلکہ جسے جو مصحف ہاتھ لگا اسی میں سے نقل کر دیا ہے۔
امام نافع مدنی م ۱۹۹ھ کے حالات سے واقف ہیں۔ ابو عبید ابن سلام علم کے پہاڑ تھے،
نقد اور معتبر تھے ولادت ۱۵۹ھ وفات ۲۲۳ھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْرِي لَكَ الْخُفَّاسُ مَعْتَبَرًا مَا تَكُنْ ذَاكَ أَمَا فَهْمٌ صِفَتْ تَنْظُرًا

ناظر نے اپنے اس قصیدہ میں علامہ دانی کی فنِ رسم میں مشہور کتاب **المُفْتَح** کے مضامین منظم فرمایا ہے اور قصیدہ شاطبیہ لامیہ کی طرح اس کے اندر بھی اصلِ کتب کچھ زائد مضامین بیان فرمایا ہے۔

علامہ دانی کی ایک کتاب **نقاط المصحف** پر بھی ہے جسکا نام محکم ہے۔



چونکہ فقہ رسم میں اصول زیادہ ہیں اور فروش کم، اس لئے علامہ مشاطی نے اس قعیدے میں مشاطیہ کے جملہ فروش کو اصول سے پہلے ذکر کیا ہے، جبکہ سلسلہ شعر تک۔ اب آگے حسب ترتیب مسووم حذف و اثبات کا بیان ہے۔
انکم کا ہمزہ لفظاً بسم اللہ و شمولاً ابتدائاً مقرر ہو، دغ اور ذلغ میں کتابت مجذوف ہوتا ہے۔

مِنْ سُحرةِ الْبَقَرَةِ إِلَى سُحرةِ الْأَنْعَامِ

عَلَىٰ بِالصَّادِ كُلِّ صِيغَةٍ إِطْرَاقُ الصَّوْطِ وَقُلْ بِأَمْحَذَفٍ مُلْكُ يَوْمِ الدِّينِ مُقْتَضًى
ت: صِغَةُ إِطْرَاقِ الصَّوْطِ اِطْرَاقُ الصَّادِ مُلْكُ يَوْمِ الدِّينِ (صَادِغِي قِرَآتِ رَسْمِ كَيْ مَطَانِئِ اَوْر
سِتِّينَ كِي اَصْلُ كَيْ مُوَافِقُ هُے) اَوْر مُلْكُ يَوْمِ الدِّينِ اَوْ بِحَذَفِ اَلِفِّ بَيَانُ كَرُوَا بِه حَذَفِ
اَلِفِّ مُلْكُ جُو هُے اِسی سُوْرَہ فَا تَحْہُ اَنْزِلُ مُقْتَضًى اَوْر مُخْصُوْر هُے (نَہْ كَ اَوْر كُوْنِ مُلْكُ جِیْہُ مُلْكُ اَلْمَلِكِ
كہ اِیك رَوَايَتِ مِیْنِ حَذَفِ اَلِفِّ . . . سَہْجِی ہُے لَکَرِہِ اِجْمَاعِی نَہِیْن ہُے)۔
عَلَىٰ وَاهُنَّ فَمَا بَعْدُنِي اَدْرَعْتُمْ وَمَسَا لَكِنَّ هُنَّ وَمَعَايِفْدَعُونَ جَرِي
ت:- اَوْر تَم لَفْظًا اَدْرَعْتُمْ مِیْنِ فَا سَے مُتَّصِلُ وَا لَے اَلِفِّ كَے بَعْدِ دُو لَوْنِ اَلْفُوْنِ كُو حَذَفِ

کردو (یعنی دال اور تر کے بعد والے الف کو) اور یہاں (ع) مَسْلُكِيْن اور (ع) مُحَمَّدٌ عَمُوْنِ دونوں جگہ (محذوف الالف) جاری ہے۔

ایک مُحَمَّدٌ عَمُوْنِ سورہ نسا (ع) میں بھی ایسا ہی ہے مگر سبوا چھوٹ گیا ہے۔
ثَلَاثَةٌ قَبْلَهُ ثَبَدٌ وَالْمِنْ لَسَطُوا
ت :- اور وَفَتَلُوْهُمُ (بقرہ ع) اور فَتَالِ کے تینوں صیغے اس (فَتَلُوْهُمُ) سے پہلے اہل نظر کے لئے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

عَفَا هُنَا وَيَبْصُطُ مَعْمُ صَيِّطٌ كَذَا
ت :- یہاں (ع) لفظ وَيَبْصُطُ اور يَبْصِطُ (غاشیہ) اور اسی طرح اَلْمُصَيِّطُ وَفُنْ (طور ع) صادر سے مسطور ہیں، جو کہین سے (مبدل ہیں)۔ (اور جو تھا بَصْطَةُ اعراف میں آئیگا۔)
غَمْ فِي الْاِيَامِ اِهْبِطُوا مِصْرَ اَيْكِهِ الْفَتْ
ت :- اور اِهْبِطُوا مِصْرَ (بقرہ ع) میں مصحف امام میں (اور دیگر مصاحف میں بھی) الف (بعد الراء) ہے (اس کے علاوہ مانی مِصْرَ بغیر الف کے غیر منصفہ اجماعاً ہے) اور تم بیان کرو کہ مینکل میں بھی اس کے الف کا حذف ہی ظاہر ہوا ہے۔
عَلَيْهِ وَبِاَنِهِ حَيْثُ وَعَدْنَا خَطِيئَتَهُ
ت :- اور نافع نے (بھی) وَعَدْنَا کہاں بھی آئے، اور خَطِيئَتَهُ، وَالصَّعْقَةُ، اَلرَّيْحُ یہاں تَقْدُرُ وَهُمْ میں (حذف الف کا) اعتبار کیا ہے۔

یعنی اس شعر کے پانچوں کلمات میں الف محذوف الرسم ہے، الف والوں کی قرارت کھڑے زیر سے ہوئی۔ هُنَا فِي قَبْرِ الصَّعْقَةِ اور اَلرَّيْحُ کے ساتھ اس لئے ہے کہ ان دونوں کلمات میں حذف الف بطور کلیہ تو ہے ہی لیکن خصوصیت یہ ہے کہ ان میں حذف نافع کی صریح روایت سے بھی آیا ہے۔

عَرَّ مَعَادِنُ رَهْنٍ مَعْمُ مَضْعَفَةٌ وَعَهْدٌ اَوْ هُنَا تَشْبَهُ اُخْتُصِرَ
ت :- دَفْعُ اَللَّهِ (دونوں جگہ (ع) ج (ع) فَرِهْنُ (ع) اور مُضْعَفَةٌ (دال عمران ع) اور عَهْدٌ (ع) اور تَشْبَهُ یہاں (ع) نہ کہ ال عمران ع) ان پانچوں کلمات میں بروایت نافع مخفی ہے یعنی حذف الف ہے۔

عَرَّ يَضْعِفُ الْخَلْفُ فِيهِ كَيْفَ جَاوَلْنَا بِهِ وَبِاَنِهِ فِي لَحْرِ يَهْرُ ذَاكَ اَدَى
ت :- يَضْعِفُ جس طرح بھی آئے اور ذِ كَشْبِهِ (بقرہ ع) میں خلف ہے اور ذِ كَشْبِهِ (ع) تحریک میں بھی نافع نے یہی (حذف الف) ظاہر کیا ہے۔ بقرہ ع حدید ع کے يَضْعِفُ میں تو

خلف ہے اور اس کے علاوہ باقی میں صحت حذف ہے، یضاحف میں ہر جگہ خلف کو سہواً فرمادیا ہے

۵۷۔ وَ اَلْحَدَفُ فِي بَيَاءِ اِبْرَاهِيمَ قَبْلَ هُنَا شَامِ عِرَاقِي وَعَلَيْهِ الْعِرَاقُ مَا اَنْشَرَا
ت :- اور اِبْرَاهِيمَ کی یاد میں کہا گیا ہے کہ یہاں حذف شامی اور عراقی (کوئی بصری رسم) ہے
(بقرہ ع - ع - ع) اور اصل اور رنگ (گھاس کی پیل) عمدہ ہے جبکہ پھیل جائے۔

مدنی وکی مصاحف میں سورہ بقرہ کے اِبْرَاهِيمَ کی یاد ثابت ہے چونکہ قراءت اس لفظ کی اِبْرَاهِيمَ بھی ہے یہ لفظ اختلافی یقیناً ہے، حذف یا والی رسم مشہور ہے اس لئے بہتر ہے، جکے لئے نعم العرق ما انشرا کہا۔

۵۵۔ اَوْصَى الْاِمَامُ مَعَ الشَّامِيِّ دَالِ الْمَدَنِيِّ شَامِ وَقَالُوا اِيْحَدَفُ الْوَاوُ قَبْلَ يَمِي
ت :- اَوْصَى بقرہ ع اثبات الف قبل الواو (شامی مدنی اور مصحف امام کی رسم ہے) ان تینوں
مصاحف میں واؤ سے پہلے الف رسم ہے ان کے ماسوا میں حذف الف سے وَصَى ہے
اور شامی میں قاف سے پہلے واؤ محذوف الرسم ہے، (یعنی قالوا) یَمِي دیکھا جاتا ہے۔

۵۷۔ يَقْتُلُونَ الَّذِينَ اَلْحَدَفُ مُخْتَلَفٌ فِيهِ مَعَاطِعُ اَعْتِ نَافِعٌ وَكَسْرَا
۵۸۔ وَكَلُوا اَدْنٰثُ مَعْرُ بِلَع كِتَا
۵۹۔ مِزْعَمًا قَتَلُوا الْمُسْتَمَّ بِهَمَا
۶۰۔ دَبْلَغَ الْكَعْبَةِ اَحْفَظُهُ وَتَلَّ تَيْمًا
ت :- ۱۔ (ال عمران ع) میں حد مختلف تیر ہے یعنی بروایت نصیر حذف و اثبات دونوں میں، ۲۔ (ال عمران ع) مائدہ ع) نافع سے دونوں حذف سے باوقار ہے اور ۳۔ (ال عمران ع) ۴۔ (ع) ساتھ ہی ۵۔ (ع) ۶۔ (فَلَقَتْلُوْكُمْ ع) ان دونوں میں (نساء ع) مائدہ ع) اور ۷۔ (ع) کے دونوں لفظا مائدہ ع) انعام ع) اور ۸۔ (ع) کے دونوں (مائدہ ع) انعام ع) ان پانچوں کلمات کو بھی نافع نے حذف الف سے منقل کیا ہے۔ اور ۹۔ (مائدہ ع) کو بھی حذف الف ہی سے محفوظ کرلو اور کھدو کہ ۱۰۔ (ع) دونوں جگہ (نساء ع) مائدہ ع) اور ۱۱۔ (ع) مائدہ ع) اور ۱۲۔ (ع) یہ چاروں کلمات بھی نافع نے حذف الف سے بیان کیا ہے، ان چاروں اشعار میں بائیس کلمات ہیں سب پر کمر ڈال دیئے گئے ہیں، ترجمہ میں اختصار

نمبر وار ترجمہ کیا گیا ہے، ان سب میں صرف ۱۔ میں حذف نصیر سے ہے، باقی اکیس میں نافع سے، دیگر اہل رسم بھی ان کے ساتھ متفق ہیں لہذا یہ اجماعی ہے۔
۶۱۔ وَكَلَّ مُسْلِمِينَ عَنْ حَلْفٍ وَهُوَ دَبْلَغَا
كَوْنِ وَيَوْنِ الْاَوَّلَى السَّيِّئُ خَيْرَا

اور تم مسلمینِ رائدہ (ع) میں حذف الف بالتحلف بیان کر دو (یہ خلف نمبر سے ہے، نافع سے صرف حذف ہے) اور لفظ سبھی سورہ ہود (ع) میں اور اس رائدہ (ع) میں اور یونس میں اولی حذف سے جانا گیا ہے۔

۴۱۔ دَسَلَعُوا الْوَادِ مَكِّيٍّ، بِرَاتِيَةٍ ۝ وَبَاوَبَا الزُّبَيْرِ الشَّامِيَّ فَشَاخِرًا ۝
ت: - دَسَلَعُوا میں اثبات واو کی رسم مصاحف کی و بصری کی ہے (مدنی و شامی میں حذف واو سے سارا عذو ہے) اور دَسَلَعُوا زَالِ عَمَانِ (ع) فی بار کا اثبات شامی مصحف کا رسم ہے جو خبر کے اعتبار سے مشہور ہو گئی ہے۔ اور دَسَلَعُوا میں اثبات بایں اختلاف ہے (چنانچہ اسی بار بیان دونوں کلمات میں قرأت کا بھی ایسا ہی اختلاف ہے) اور قِلِيلًا مِّنْهُمْ میں الف سے رسم شامی کی غالب و مشہور ہے (شامی کے علاوہ میں بغیر الف کے قِلِيلًا ہے) ۴۲۔ دَسَلَعُوا الْوَادِ مَكِّيٍّ بِرَاتِيَةٍ ۝ مِنَ الْعَرِاقِ عَنِ الْقُرْبَىٰ قَدْ مَكَرًا ۝
ت: - اور دَسَلَعُوا زَالِ عَمَانِ میں ذال کے بعد الف کی رسم جو عراقی کی ایک جماعت سے ہے جو قرآن سے منقول ہے شاذ ہے۔ یعنی قرآن کا یہ قول شاذ ہے کہ کوئی مصحف میں ذال قرآن بالالف مرسوم ہے، کیونکہ ذی منصوب کسی بھی قرأت میں نہیں ہے۔

۴۳۔ دَسَلَعُوا الْوَادِ مَكِّيٍّ بِرَاتِيَةٍ ۝ وَتَبَلُّهُ وَيَقُولُ بَا الْعَرِاقِ يُوْرِي ۝
ت: - رائدہ (ع) مَن يَتَذَكَّرُ ذُوْا لَوْلَا کی رسم مصحف امام اور مدنی و شامی کی ہے (بانی میں مَن يَتَذَكَّرُ ایک دال مشدو ہے) اور اس لفظ سے قبل دَسَلَعُوا (الَّذِينَ) میں واو کے اثبات کی رسم کوئی و بصری مصاحف میں دیکھی جاتی ہے،

۴۴۔ دَسَلَعُوا الْوَادِ مَكِّيٍّ بِرَاتِيَةٍ ۝ وَتَبَلُّهُ وَيَقُولُ بَا الْحَدَفِ قَدْ عَمِيَ ۝
ت: - اور بَا الْحَدَفِ دونوں جگہ (انعام (ع) و کہف (ع) میں سب ہی مصاحف میں واو مرسوم ہے اور تم فسرو قُوا ہر دو جگہ (انعام (ع) و روم (ع) کے الف کو محذوف الر رسم بیان کر دو یہی ثابت کیا گیا ہے۔

۴۵۔ دَسَلَعُوا الْوَادِ مَكِّيٍّ بِرَاتِيَةٍ ۝ وَتَبَلُّهُ وَيَقُولُ بَا الْحَدَفِ قَدْ عَمِيَ ۝
ت: - اور تم بیان کر دو کہ نافع نے دَسَلَعُوا (انعام (ع) اور اَلْكَوْدِ (ع) اور دَسَلَعُوا (ع) میں حذف الف سے پھیلایا ہے۔ یعنی ان کلماتِ ثلاثہ میں حذف الف کی رسم نافع سے مروی ہے، باقی بھی ان کے ساتھ متفق ہیں۔

۴۶۔ دَسَلَعُوا الْوَادِ مَكِّيٍّ بِرَاتِيَةٍ ۝ وَتَبَلُّهُ وَيَقُولُ بَا الْحَدَفِ قَدْ عَمِيَ ۝
ت: - اور تم بیان کر دو کہ نافع نے دَسَلَعُوا (انعام (ع) اور اَلْكَوْدِ (ع) اور دَسَلَعُوا (ع) میں حذف الف سے پھیلایا ہے۔ یعنی ان کلماتِ ثلاثہ میں حذف الف کی رسم نافع سے مروی ہے، باقی بھی ان کے ساتھ متفق ہیں۔

ت:- اور بروایت نصیر) فَلَقِ الْحَبَّ اور وَجَعِلْ دَائِل (دولوں بانحلف ہے اور دَلَّیْنِ) اُنْجِسْتَا دَعِ) میں مصحف کوئی میں اس کی تاء مختصر (اور محذوف) ہے (یعنی مصحف کوئی میں یہ لفظ اُنْجَسَا ہے۔ ہیں تو دو دوشوئے مگر پہلا شوشہ الف کہ ہے جو مبدل مِنْ الْیاء ہے اور دوسرا یون کا ہے۔

عَنْ لَدَا اَرْشَامٌ وَقُلْ اَذْ لَدَا هُمْ شَرْكَاءُ بِهِمْ يَكْفِيكَ مَرَسُومُهُ نَصْرًا ت:- (انعام میں) لَدَا اَرْشَامِ رسم ہے (ایک لام اور دال محفف سے لام ثانی تعریف کا غیر مرسوم ہے) اور تم بیان کر دو کہ اَذْ لَدَا هُمْ شَرْكَاءُ دَعِ) میں ہمزہ بعد لالفت اسی مصحف شامی میں مرسوم آیا ہے (بحالت جری) اور اس کی رسم نے تائید کی ہے (بانی محفف میں ہمزہ بشکل واو مرسوم ہے ذین کا فاعل ہو کر۔)

فَمِنْ سُورَةِ الْأَعْرَافِ إِلَى سُورَةِ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

عَنْ دَكَافِغٍ بَطْلَانٍ مَعَا وَطَّيْرُهُمْ بِأَلْحَذَفِ مَعَكُمْ كَلِمَتُهُ مَتَى ظَهَرَ عَنْهُ اُنْجِسْتَا دَعِ) اَلْيَا تَارِيَةً بِهِمَا ت:- (دولوں جگہ (اعراف غ هود دَعِ) اور ع (اعراف غ و جہاں بھی آئے یہ کلمات حذف الف سے ہیں، ع و ہ دولوں جگہ (اعراف غ، لوزح غ حذف الف سے مروی ہے) اور ان دولوں کلمات میں (بعد طاء) یا ثابت ہے، اور ع و ہ کے دولوں کلمات (اعراف غ، انبیاء غ۔۔۔۔۔ حذف الف کے ساتھ نافع سے) بالکل بے غبار ہیں۔ یہ کلمات نافع سے مروی ہیں، کسی کا اختلاف نہ ہونے کے باعث یہ حذف اجماعی ہے۔ عَنْ هَذَا قِيْلَ يُوْشَسُ لِكُلِّ مَسْجِدٍ لِسَبِّ تَاخِيْرُوْنِیْ اَلْفَ بَرِّهِ الْخِلَافَةُ مِیْرُی ت:- یہاں (اعراف غ) اور یوشس (غ) میں کی سبھی میں الف میں تاخیر ہے (یعنی الف سین کے بعد نہیں بلکہ حاء کے بعد ہے) یہ تاخیر بانحلف ہے، یعنی الف تو ہے مگر نصیر کی بعض روایت میں سین کے بعد اور بعض میں حاء کے بعد ہے، اور سورتوں کی تعین سے شعراء غ خارج ہو گیا کیوں کہ یہ متفقہ طور پر بعد حاء ہے۔

عَنْ وَكَادَ يَنْشَأُ يَخْلُفُ بَعْدَهُ اَلْفٌ وَطَّاعُ طُفَيْفٌ اَيْضًا فَازَلُ مُخْتَبِرًا ت:- اور کدیشا (اعراف غ) کی یاء کے بعد الف بانحلف ہے اور طُفَيْفٌ (اعراف غ) میں بھی

ت باخلف ہے، لہذا تم محقق بن کر پاک و صاف بن جاؤ۔

عَنْ وَبَسْطَةَ بَا تَقَاتٍ مُفْسِدِينَ دَفَا لَ الْوَادِ شَامِيَةً مَشْهُورَةً أَشْرَا
ت :- اور وَبَسْطَةَ (اعراب غ) کی رسم بالصادا تقاتی ہے، اور مُفْسِدِينَ وَقَالَ (الملاح غ)
میں وادعا طے شامی مصحف کا ہے اور یہ وادفتلا مشہور ہے۔ (باقی میں بغیر واد کے)
عَلَيْكَ كَحَذَفُ وَادٍ وَمَا كُنْتُ وَاسَيْتَنَ كَ كَرُونُ يَا كَرُونُ لَكُمْ زَبْرًا
ت :- اور وَادِ مَا كُنْتُ (غ) میں حذف واد مائتد کرون (غ) میں ت سے قبل یاء غیبیت
اور اَنْ جَلَسْکُمْ (غ) میں رجم وکاف کے درمیان ایک شوشہ ہے یہ جو کچھ بیان ہوا اہل شام
کیلئے مرسوم ہے،

مَسْجِدَ اللَّهِ الْأُدْوَى نَافِعُ أَكْشَرَا
لَا دُضْعُو أَهْلَهُمْ وَأَجْعُو أَهْلًا
مِنْ تَحْتَهَا أَهْلًا أَمْ لِيَهُمْ مَرْبَرًا
ت :- اور اُمْنَت (انفال غ) مع قد اخلع (المؤمن غ) اور مَسْجِدَ اللَّهِ (توبہ غ)
پہلا اور خلف (توبہ غ) ان سب میں نافع نے (دیگر اہل رسم کی طرح) حذف الف سے نقل
کیا ہے، اور جلیل القدر کاتبین نے لَا دُضْعُو میں (توبہ غ) لام الف میں ایک الف کا اضافہ
کیا ہے، (اکثر کاتبین نے، اور بعض کا اختلاف بھی ہے) اور لَا دُضْعُو بَحْتَهُ (نمل غ) میں
الف کی زیادتی میں سب ہی کاتبین متفق الجماعت ہیں (یعنی اس میں کسی کا اختلاف نہیں) اور
لَا دُضْعُو جِ (ال عمران غ) صُفَّتْ (غ) باخلف ہے (الف کی زیادتی میں خلف ہے) اور
کئی نے آفری تَحْتَهَا اللَّهُ نُهَا رِیں (توبہ غ) مِنْ کا اضافہ کر کے لکھا ہے (آخری
کی قیاسے غ) خارج ہو گئے کہ یہ اجماعاً میں کے ساتھ ہیں۔

عَنْ وَدُونِ وَأَوَّلِ الَّذِينَ الشَّامُ دَ الْمَدَنِي دَهْرًا يَشْهُوَكُمْ بِالشَّامِ قَدْ نَشَرَا
ت :- اور الَّذِينَ (التقید و التوبہ غ) شامی و مدنی مصاحف میں بغیر واد و عطف کے ہے اور
شامی مصحف میں (یونس غ) يَشْهُوَكُمْ کے بجائے يَشْهُوَكُمْ مشہور ہوا ہے۔
عَنْ وَدُونِ لَنْظَرُ حَذَفُ الْيُونَنُ مَرْدُونِي إِنْ تَالِ لَنْظَرُ عَنْ مَنَصُورِي تَنْصَرَا
ت :- اور لَنْظَرُ (يونس غ) اور إِنْ تَالِ لَنْظَرُ (غافر غ) دونوں میں نون کا حذف عالم مؤید
اور غالب کیجا نب سے رد کر دیا گیا ہے۔ (مگر یہ غیر معتبر اور غیر مسلم ہے، دونوں کا اثبات
ہی صحیح ہے)۔

عَنْ غَيْبَتِ نَافِعُ دَ أَيْتُ مَعَهُ وَعَنْ هُ بَيَّتَ فِي نَافِطِ قَصْرَا

عَلَيْهِ وَخَلْفَ آيَاتِهِ الْاَلِفُ الْاِمَامُ حَاشَ بِحَذْفِ صَحِّهِ مَشْهُورٌ
ت :- دونوں لفظ غَيْبَت (یوسف غ) اور آیت (غ) جو غیبت کے ساتھ ہے نافع (سے
حذف الف سے) ہے اور فاطر (غ) میں یُغَيَّبَت ان ہی (نافع) سے بقصر الالف مرسوم ہے
اور اس (یُغَيَّبَت) میں خلف ہے (یعنی دوسری روایت سے اثبات بھی ہے) اور آیت
میں مصحف امام میں تو الف ہے (یعنی دوسرے میں حذف ہے)

(خلاصہ یہ کہ غیبت میں صرف حذف، اور ان دونوں میں دونوں ہے، مگر حذف اکثری ہے)
اور لفظ حَاشَ (دونوں جگہ) غین بعد الف حذف کے ساتھ صحیح اور مشہور ہے (تین
مقدم الذکر میں واحد جمع کا اختلاف تو معلوم ہے)

عَلَيْهِ وَكَالَّذِي غَاغِرُ عَنْ بَعْضِهِمْ الْاَلِفُ وَهَذَا الْاَلِفُ عَنْ كُلِّهِمْ بَهْرًا
ت :- اور غافر (غ) کے کَذِي (الحناجر) میں یا کی رسم بعض سے بشکل الف ہے (اور بعض
قرآن میں یہاں لیکن یہاں (یوسف میں لَفْظُ كَذِ الْاَلِفِ) تمام مصاحف سے بصورت
الف ہی ہے اور غالب ہے۔

عَلَيْهِ وَلَوْ تَنَجَّى بِهَا وَالْاَنْبِيَاءُ حَذَفُوا وَالْكَفَرُ احْدَفْتُ فِيهِ الْاِمَامُ جَهْرًا
ت :- اور اہل رسم نے تنجی کے دو سکڑون کو اس سورت (یوسف غ) اور سورۃ انبیاء
(غ) میں حذف کر دیا ہے (بروایت بضمیر) اور الْكَفَرُ (سعد غ) میں الف کا حذف (مصحف)
امام میں جاری ہوا ہے (بروایت ابو عبیدہ سورۃ یوسف غ کا تنجی بالاتفاق دونوں سے ہے)
عَلَيْهِ لَا تَأْيِسُّوْا اَوْ مَعَايَا تَيْسُّ بِهَا الْاَلِفُ فِي تَسْتَأْيِسُّوْا احْدَفْتُ فَتَشَاخَبُوا
ت :- (اور وَلَا تَأْيِسُّوْا (غ) اور يَكْفُرُ دونوں جگہ (غ اور سعد غ) ان تینوں میں (یا
اور تا کے بعد) مرسوم الف ہے، اور اَسْتَأْيِسُّوْا اور اَسْتَأْيِسُّوْا (یوسف غ اور غ) میں
حذف الف خبر مشہور ہو گیا ہے، (یعنی مؤخر الذکر بعض میں تو ثابت ہے مگر اکثر میں
حذف ہے۔

هَمْ وَالرَّحْمَةُ عَنْ نَافِعٍ وَتَحْتَهَا اخْتَلَفُوا دِيَا يَيْسُّ زَادَ الْخَلْفُ مَسْتُطَرًّا
ت :- اور الرَّحْمَةُ عن نافع سے (بھی حذف الف ہے) اور اس سورۃ ابراہیم کے تحت (سورۃ
حجی غ کے اَلرَّحْمَةُ) اہل رسم نے اختلاف کیا ہے اور مصاحف کے خلف نے ابراہیم
(سورۃ ابراہیم غ) کی یا کو زیادہ کر دیا ہے (بعض مصاحف میں) مرسوم الیا ہے، (مگر
اکثر میں یا، مشدّد کے بعد الف ہے یا بام)
عَلَيْهِ بِالْحَذْفِ طَرٌّ عَنْ نَافِعٍ دِيَا وَلَا هُمَا الْخَلْفُ وَالْيَا لَيْسَ فِيهِ تَرِي

ت :- ظہر (اے) نافع سے بحذف الالف ہے، اور کلاہما میں خلف ہے، اور اس لفظ میں (بجائے الف کے) یا تو کسی مصحف میں نہیں دیکھی جاتی (یعنی جن مصحف میں الف ثابت بھی ہے ان میں بشکل الف ہی ہے نہ کہ بشکل یا)۔
 عہ سُبْحَنُ مَا خَذَتْ وَخَلْفُ قَالَ هُنَا وَفَالِ مَلِكٍ وَشَامُ قَبْلَهُ خَا سُرَا
 ت :- تم سُبْحَنُ کے الف کو ہر جگہ حذف کر دو اور یہاں قُلْ کے بعد وا لے سُبْحَنُ (ع) میں خلف ہے اور اس (سُبْحَنُ) سے پہلے (لفظ قُلْ کے بجائے) قَالَ کی دشامی لے رسم بالالف کی ضروری ہے۔

عہ تَزْدُوسُ ذَلِیْہِ مَعَ لَتَّخَذَتْ یَحْذُ فَنَافِعُ کَلِمَتُ رَبِّیْ اُغْتَبِرَا
 ت :- تَزْدُوسُ (کہف ع) اور تَزَاکِیۃ اور لَتَّخَذَتْ (ع) اور کَلِمَتُ رَبِّیْ (ع) میں دو جگہ ان پانچوں کلمات میں الف) نافع سے حذف ہے زیارت کیا گیا ہے۔
 عہ دَنِیْ خَرَجَا مَعَا ذَا لَیْلِ یَخْرُجُ فَاخْلَفْنَاهُمْ دُلَّہُمْ فَاخْرَجْنِی الْکُتُوبَ تَرَ
 ت :- اور خَرَجَا میں دو لوں جگہ (کہف ع) مؤمنون ع) اور رَتَّ شَرُوءُ الْکَرِیْمُ اور کہف ع) ان تینوں میں خلف ہے۔ اور فَاخْرَجُ (س) تک مؤمنون ع) کو ثبوت الف ہی سے تلاش کیا ہے، (علامہ سخاوی) نے مصحف شامی میں اس کو حذف سے پایا ہے، (شمول کے قاعدہ یہ اس میں حذف ہی ہونا بھی چاہئے)۔

عہ اَلْیَاسَیْنَ اَلْیَاسَیْنَ اَلْیَاسَیْنَ مَلِكٌ وَفِيهَا عِزٌّ اَتَى بَعْدَ خَيْرِ اَنْ اَسْرَى
 ت :- اَلْیَاسَیْنَ دو لوں جگہ سب میں بغیر یاء کے ہے، اور مَلِكٌ (کہف ع) کی (کی رسم) اور عِزٌّ (کوئی و بصری) نے (لَا حِدَّتْ) خَيْرٌ (کہف ع) کے بعد مِنْهَا اِزْجَا اُفْجَا
 (کے) دکھایا ہے،
 www.KitaboSunnat.com

وَمِنْ سُورَةٍ مَرِّمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اِلَى سُوْرَةِ ص

عہ اَلْخَلْقَتْ وَافْتَرَتْ هَذُنُ الْكَلِّ وَافْتَلَوْا : بِلا تَخْفُ نَافِعُ تَسْقُطُ اُخْتَصَرَا
 ت :- اَلْخَلْقَتْ (مریم ع) اور اَفْتَرَتْ تَك (طغرل) میں تمام مصاحف میں الف کا حذف ہے (جمع متکلم کی قراءت میں الف محذوف ہے تاکہ واحد متکلم والی قراءت کو بھی یہ رسم شامل ہو جائے) ویسے بھی جمع متکلم کا الف اگر بہ سبب ضمیر کے وسط میں آجائے تو محذوف الرسم

ہوتا ہے) اور لَا تَحْلِفُ (ظاہر) میں اہل رسم نے اخلاص کیا ہے (ظاہر، ع، ع، ع میں اجماعاً حذف ہے) اور تَشْقِطُ (مریم ع) کو نافع نے بھی مختصر کر دیا ہے (اجماعی حذف الف ہے)۔

۹۲ یُسْرَعُونَ جَدًّا اَعْنَهُ وَانْفَقُوا عَلَى حَرَامٍ هَذَا وَلَيْسَ فِيهِ مَرًا
ت :- یُسْرَعُونَ (انبیاء ع، مومن ع) جَدًّا (انبیاء ع) کا حذف الف بھی ان نافع ہی سے ہے، اور یہاں (انبیاء ع) و حَرَامٍ (ع کے حذف الف) پر سب متفق ہیں،

اور اس (حذف) میں کوئی شبہ نہیں ہے۔
۹۳ قُلْ الْاَوَّلُ كُوْنِي وَآخِرُ اَوَّلُكُمْ لَا اَدْرِي مَصْحَفُ الْمَلِكِ اَمْ لَا
ت :- اور پہلا قُلْ (انبیاء ع) کوئی ال رسم ہے (یعنی بالالف مرسوم ہے۔ باقی مصاحف میں قُلْ بغیر الالف ہے، اور انبیاء ع، زخرف ع کو نہیں بیان فرمایا، یہ دونوں تمام مصاحف میں بغیر الف کے ہیں) اور اَوَّلُكُمْ (یسر الدین انبیاء ع) مصحف کی میں بغیر او کے مرسوم و مستطر ہے،

۹۴ مَعْجِزَاتٍ مَّعَا يَعْتِلُونَ لَنَا رَجِعْ يَدْنِیْ عَنْ حَلْفٍ دَنِي لَفْزًا
ت :- مَعْجِزَاتٍ (حج ع، سباء ع) دونوں جگہ، یَعْتِلُونَ (حج ع) نافع کیلئے (بھی بحرف الالف) ہے اور یَدْنِیْ (حج ع) میں خلفی، دَنِي لَفْزًا ایسا خلف ہے جو از روئے جماعت کامل ہے یعنی اس کے ناقلین بہت ہیں۔

۹۵ وَسُبْحًا اَعْظَمًا اَلْعَظَمُ لَنَا رَجِعْ دَقْلُ كَمْ دَقْلُ اَنْ كُوْنُ بَتْدَا
ت :- اور سُبْحًا (مؤمن ع) اور اَعْظَمًا اور اَلْعَظَمُ (ع حذف الف) نافع کیلئے (بھی) ہے اور دَقْلُ کما در قُلْ اَنْ (لکشم ع) میں کوئی نے (حذف الف میں) سبقت کی ہے،

۹۶ لِلّٰهِ فِي الْاٰخِرِیْنَ فِي الْاِمَامِ دَقْلًا يَبْصُرِي قُلْ اَلْفٌ يَزِيدُهَا الْكِبَرُ
ت :- (ع کے تینوں میں سے) دو آخر کے لئے میں مصحف امام و بصری میں یں الف (بہرہ صلیبی کو) اکابر حضرات (صحابہ) زیادہ کرتے ہیں، اسے تم بیان کر دو، (دو آخری میں سَبْقُوْهُنَّ اَللّٰهُ ہے بجا کے لئے کے)

۹۷ سَبْقُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَوْ اَلْوَلَدُ مَخْتَلَفٌ دُرِّ يَتَرُ نَافِعٌ مَّعْ كُلِّ مَا اَلْهَدَا
ت :- سَبْقُوْهُنَّ (فرقان ع بروایت بصیر) اہل رسم (اس کے حذف الف میں) مختلف ہیں اور اَلْوَلَدُ بھی مختلف فیہ ہے، اور دُرِّ يَتَرُ (ع) مع اپنے ان دُرِّ يَتَرُ کے جو اس

سورہ فرقان کے تحت (یعنی سین ع و غافر و طور ع میں) آیا ہے نافع نے بھی حذف الف کیا ہے۔

۹۸ دُنُوْزُ الْمُنُوْنُ مَكِيٍّ وَكَهَازِفٌ مَّنَا رَهْبَنٌ عَنِ جَلَّتْهُمْ مَعَهُ هُذُرٌ ذَنْ سُرَى
ت :- اور دُنُوْزُ الْمُنُوْنُ (دُنُوْزُ الْمُنُوْنُ) میں نون ثانی کی الرسم ہے اور هُذُرٌ ذَنْ (شعرا ع) اور فَرِهَيْدٌ (شعرا ع) میں حذف الف اکثر حضرات جلیل القدر سے جاری ہوا ہے، حذف الف واثبات دونوں ہیں مگر ناظم نے حذف کو رائج اور قوی قرار دیا ہے (علامہ سخاوی کے نسخے میں جَلَّتْهُمْ کے بجائے خَلَقَتْهُمْ ہے اس طرح دونوں وجہیں بلا تاویل مساوی ہو جاتی ہیں۔

۹۹ ذَا الشَّامِ قُلُ فَنُوْزِلُ ذَا الْمَدْيَنِ دِيَا تَبِيْنُ النُّوْنُ مَكِيٍّ وَبِمَهْ جَهْرًا
ت :- اور تم بیان کر دو کہ فَتَوُ كَحَلْ (دہ کر شعرا ع) کا ذِ شَوْكَلْ (بِالْفَاشَامِي وَمَدَنِي الرَّيْمِ) ہے اور لُكَا تَبِيْنُ میں نون ثانی (محمل ع) کوئی نے ظاہر کیا ہے۔ (باقی مصاحف میں ذُو كَحَلْ واو کے ہے۔)

عَلَا اَيْسًا نَافِعٌ يَا الْخَذَفَ طَلُوْكُمْ كَمَدٌ وَادُّرَكَ الشَّامِ فِيْهَا اَنَا سَطْرًا
ت :- اَيْسًا (محمل ع) اور طَلُوْكُمْ كَمَدٌ (محمل ع) بل اَدُّرَكَ (مع تینوں کو) نافع نے حذف الف سے ہی روایت کیا ہے، اور مصحف شامی میں اِسْتَدَارَ بجائے اُسْتَاك (مصور ہے، (غیر شامی میں ہمزہ ثانیہ بصورت یکا ہے۔)

عَلَا مَعَا يَهْدِيْ هَلِيْ خَلْفَ تَنْظَرُ تَهْ سِجِّيْ اِنْ قُلْ نَافِعٌ بِفَرْعًا قَصْرًا
ت :- بِهْدِيْ (الْعَجْمِي) دونوں جگہ (محمل ع روم ع) اور تَنْظَرُ تَهْ (محمل ع) اور سِجِّيْ (قصص ع) باسکاف ہیں اور تم بیان کر دو کہ فَرْعًا (قصص ع) کے پہلے الف میں نافع نے بھی قصص کیا ہے،

بَلَا مَكِيْهِمْ قَالَ مَوْسَى نَافِعٌ بَعْلِيْ هَ اَيْتٌ وَكَهْ نَصْلُهُ ظَهْرًا
ت :- اور مکی نے قَالَ مَوْسَى (قصص ع) بجائے وَقَالَ کے (غیر واو کے روایت کیا ہے، اور عَسِيْهِ اَيْتٌ (عنکبوت ع) اور فِصْلُهُ (لقن ع) میں حذف الف انھیں نافع کیلئے ظاہر ہوا ہے (دیگر حضرات بھی متفق ہیں)

اور احقاف ع والا بحذف الف ہے اگرچہ راجی و ناظم نے اسے بیان نہیں کیا ہے،
عَلَا تَصْعَرُ الْقَفُوْزُ اَنْظَهُرُوْذَنْ لَهْ وَنَيْسًا لَوْنٌ بِمُخْلَفٍ عَلِمَ اَقْصَرًا
ت :- تَصْعَرُ (لقن ع) کے حذف الف میں سب متفق ہیں۔ اور تَنْظَهُرُوْذَنْ (احزاب ع)

میں حذف الف ان (نافع) کے لئے ہے (باقی حضرات کی طرح) اور یسنا کوئی (احزاب غ) کا حذف الف باخلف ہے۔ اور علیہم (سباغ) مقصور ہے۔
 ۱۰۔ لَکَلَّ بَعْدَ کَذَا فِی مَسْکِنِهِمْ عَنْ تَافِعٍ وَتُجْنِی قَدِیْرٌ ذُکِرَ اُ
 ت :- اور بعد (سباغ) بھی اسی طرح مقصور اجماعی ہے، اور مسکینہ (سباغ) میں حذف الف نافع سے بھی ہے، اور دھلہ تجنی (سباغ) بقدر (الین غ) یہ دونوں بھی نافع سے بحذف الف مذکور ہوئے ہیں۔

۱۱۔ کُوْنِ فَمَا عَمِلْتَ وَالْخَلْفُ فِی فِکْهِیْ سَنَ الْکَلِّ اَشْرَاهُمْ عَنْ تَافِعٍ اُشْرَا
 ت :- اور دما عملتہ (یسین غ حذف ہا سے) کوئی الرسم ہے (باقی میں فَمَا عَمِلْتَ ہے) اور جملہ الفاظ فکھین میں خلف ہے (یہ چار جگہ ہے) (الین غ) دو خان و طور غ و تطیف) اور اشرہم (صفت غ) نافع سے الف کے حذف سے منقول ہے۔

وَمِنْ سُورَةٍ صَ إِلَى آخِرِ الْقُرْآنِ

۱۰۔ عَنْ تَافِعٍ کَذِبَ عَبْدٌ بَخِلًا
 ۱۱۔ اَشَدُّ مِنْهُمْ لَهُ اَدَّانَ لُکُوفِیَّةٍ
 ۱۲۔ مَعَ یُوْسُفَ مَعَ الْخَرِیْمِ وَانْقَضُوا
 ۱۳۔ لَکِنِ فِی فَصْلَتٍ ثَبَتَ اَخْبَرُهُمَا
 ۱۴۔ عَنْهُ اَسْرَیَّةٌ دَ السَّرِیْمِ وَالْمَدَنِ
 ۱۵۔ وَعَنْهُمَا اَنْتَهَبَهُ یَا عِبَادِی لَا
 ۱۶۔ فِتْنًا مَرَدُّنِیْ بِسُورِ الشَّامِ قَدِیْرًا
 ۱۷۔ وَالْحَذَفُ فِی کَلِمَتِ تَافِعٍ تَشْرَا
 ۱۸۔ عَلَی السَّمَوَاتِ فِی حَدَثِیْنِ دُونَ مَرَا
 ۱۹۔ وَالْحَذَفُ فِی ثَمَرَاتِ تَافِعٍ شَهْل
 ۲۰۔ عَنْهُ بِمَا کَسَبَتْ دِیَالِ الشَّامِ حَبْرَا
 ۲۱۔ وَهُمْ عَبْدٌ بِحَذَفِ الْکَلِّ خَدُّ ذُکِرَا

ت :- کذب (زمر غ) کا حذف الف نافع سے (بھی) ہے، عبد کا حذف الف باخلف ہے۔ تافِعٌ ذِی (غ) ایک اور نون کے ساتھ شامی کا مؤید ہے۔ ۲۔ دونوں سے تَافِعٌ ذِی (غ) اَشَدُّ مِنْهُمْ (مؤمن غ) شامی کے لئے (منہم کے بجائے) ہے اور کوئی کے لئے اَدَّانَ ہے (واو سے) باقی کے لئے اَدَّانَ بغیر ہمزہ کے اور

واو عاطف سے ہے) اور عَلِمْتُ (سَبَلْ مومن غ مع یونس غ) وخریم کے (غ) حذف الف نافع سے (بھی مشہور ہوا ہے، اور اَلشُّهُوتِ پر بلا کسی شبر کے دونوں کے حذف پر اتفاق ہے، لیکن فصلت (غ) کے سَلُّوتِ (فی) میں دونوں میں کا آخری الف ثابت ہے، (بر وابت والی) اور شُّهُوتِ (فصلت غ) میں حذف الف نافع نے مشہور کیا ہے۔ (اور) اَسْوَرَةُ (زخرف غ) یُسْكِنُ الرِّیْلِیْمِ (شوری غ) کے الف کا حذف بھی ان (نافع سے) ہے۔ (اور اجماعی ہے) اور مصحف مدنی سے یہاں کَسَبَتْ (شوری غ) بغیر فاکے ہے اور اسی طرح شامی بھی جاری ہے۔ اور انھیں دونوں مصحف سے بے تشبیہ (اَلَا نَفْسُ زخرف غ) میں ہا بعد الیا اور ی بعد ادی (اَلَا زخرف غ) کی یا بعد وال) کا اثبات بھی اور هُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (زخرف غ) میں الف (بعد الیا) تمام مصنفین میں محذوف مذکور ہے۔

۱۱۰ اِحْسَانًا نَاعْتَدُ الْكُوفِي وَنَاْفِعُهُمْ
۱۱۱ فَنَاْفِعْ عَهْدًا اَذْكُرْ نَشِئَةً اَبْجَلًا
۱۱۲ تَلْكَ بَابٍ يَخْلُفُ مَعْمَ مَوَاقِعَ دَرْغِ

ت :- احساناً (احقاف غ) میں کوئی نے (صحیح سند پر) اعتماد کیا ہے، مصحف کوئی میں حاسے پہلے اور سین کے بعد دو الف ہیں اور نقل سے ثابت ہیں، اور باقی مصحف میں حَسَنًا ہے) اور نافع نے یَقْدِرُ (غ) میں الف کے حذف پر اعتماد کیا ہے اور (احقاف غ) اَشْرَافِ میں بھی انھیں نافع نے حذف الف سے حصر کیا ہے (حذف اجماعی ہے) اور عَهْدُ (فَحْنَاغ) کو حذف الف سے (نافع نے) روایت کیا ہے، تم بیان کر دو۔ اور خَشَعًا (قر غ) میں حذف الف باس خلف ہے اور شامی نے ذَا الْعُصْفِ (رحمن) میں الف اور ذُو الْجَلَالِ (سَمْنِ غ) میں واو کو جمع کر لیا ہے۔ (دیگر مصاحف میں اول میں واو، ثانی میں یا و ذی الْجَلَالِ (غ) ہے اور ذُو الْجَلَالِ (غ) اول میں سب کا واو پر اتفاق ہے) اور تَلْكَ بَابٍ (رحمن) سب اور بِمَوَاقِعِ (التَّجْوِیْدِ واقع غ) میں الف باس خلف ہے۔ اور هُوَ الَّذِي حَدِيدِ (غ) کو شامی اور مدنی مصاحف کے لئے ترک کر دو (فَاتِ اللَّهُ اَلْقُفُ) اَلْمُحِیْفُ دَرْغًا، اَلْمُحِیْفُ بلند پہاڑ، دَرْغًا زیادہ، (یعنی باقی مصاحف میں بہت زیادہ بلند ہونے والا ہے)

۱۱۳ دَلَّ بِلِشَامِ اَنْ تَظْهَرَ اَحَدُ فَوْا ۱
وَاَنْ تَدَاكُكُهُ عَنْ نَاْفِعِ ظَهَرَ ۲

عَلَا ثُمَّ الْمَشْرِقُ عَنْهُ وَالْمَغْرِبُ مِثْلُ عَلَيْهِمْ مَعْرَدًا كَذَبَانِ اسْتَهْوَا
 قُلُوبَهُمَا فَتَمَازَا فِي الْمَلِكِ وَبَحْثِ كُلُّهُمَا لِقَاءَ مَنْ لَا مَهْ سَطُرَا
 ت :- اور کُلُّ (دھیدہ) بغیر الف کے شامی الرسم ہے، (حب قرأت ابن عامر
 شامی) اور اہل رسم نے اِنْ لَظْهَرَا (تخریج ع) اور اَنْ كَذَبَا كَذَبَانِ (میں حذف
 الف کیا ہے، یہ حذف نافع سے ظاہر ہوا ہے۔ اور تم بیان کر دو کہ تَمَّ الْمُتَقَرِّبُ وَمَا بَعْدَ
 ع) عَلَيْهِمْ (دہر ع) اور اِنْ كَذَبَا كَذَبَانِ (میں بھی حذف الف نافع ہی سے مشہور ہوا ہے، (دیکر
 اہل رسم بھی متفق ہیں) اور قُلُوبَهُمَا تَمَازَا (اور قُلُوبَهُمَا) اور جَمَلَتْ (مرسل ع) میں بھی اہل
 رسم مختلف ہیں اور جَمَلَتْ میں لام کے بعد والا الف تمام ہی مصاحف میں محذوف
 مَطُور ہے۔

عَلَا وَجَائِي أَنْدَلُسُ تَذِيذُ الْفَا مَعَا وَبِالْمَدَنِي سَمَاعُ عُنُو سَيِّرَا
 ت :- اور وَجَائِي دو نوں جگہ (زمزع الف) میں اہل اندلس الف کا اضافہ کرتے ہیں،
 ان اہل اندلس نے کتابت اور اپنی عادات میں مصحف مدنی کا اہتمام کیا ہے (یعنی چائی
 کدیر رسم مدنی سے منقول ہے)

جَائِي کی رسم حتی سے ممتاز کرنے کے لئے ہے۔
 عَالَا وَتَمَّ بَيْنَ كَبِيرُ قُلُوبُهُ دَنِي عَبْدِي شُكْرِي نَافِعُ كَثُرَا
 ت :- تم بیان کر دو کہ عَا (تطويف) اور عَا (كف ع) عَا (شوری ع) تم عَا (اور عَا
 (والفجر) اور عَا (رج دو جگہ) یہ کلمات خمسہ بحذف الف نافع سے بھی غالب و مشہور
 ہوئے ہیں۔

عَالَا فَلَا يَخْفُ بَقَاءُ الشَّامِ وَالْمَدَنِي وَالضَّادُ فِي بَصِينِ كَجَمْعِ الْبَشَرَا
 ت :- شامی اور مدنی مصاحف میں (بجائے واو کے قَا سے) فَلَا يَخْفُ ہے اور
 بَصِينِ (نکویہ) میں ضاد جامع البشر ہے (یعنی بجائے ظَا کے ضاد سے رسم اجماعی
 ہے، مزید تشریح "النَّفْحَةُ الْعُسْبُوبِيَّة" ص ۲۸۲ میں دیکھئے)

عَالَا كَفِي أَمْرِي أَنْتَ الَّذِي أَرْتَمُ أَخْتَلَفَا وَقُلُوبُهُمَا هَذَا أَتَا فَعَرَّ حَشَرَا
 ت :- اور أَمْرِي أَنْتَ الَّذِي (علق دماعون) أَرْتَمُ (بصيفه جمع) میں اہل رسم نے اخْتَلَفَا
 کیا ہے، (یعنی بعض میں سَا کے بعد الف بشکل ہمزہ ہے اور بعض میں نہیں ہے) اس لفظ
 اَلَّذِي کی قید سے علق دماعون کی تخصیص کرنی ہے ورنہ جس میں سے آئے قبل ہمزہ مستحق
 ہے تمام ہی جگہ الف بعد الراء محذوف ہے مگر ان دو نوں سورتوں اور أَمْرِي تَمَّ جمع میں اختلاف

اجمعا
١٢٢ مع الظنون الرسول والسبيل لدى
١٢٣ يهود والنصارى انهم كان كلهم
١٢٤ سبلوا وقرابوا اعداء لدى الله

۱۲۵۔ وَتَوَلَّوْا أَلْمُكْحَمَ فِي الْحَجِّ وَانْحَسِبُوا
۱۲۶۔ فِي الْأَمَامِ سَوَاءٌ هَبْتُمْ دُونَ الْفِ
۱۲۷۔ لَكُمْ وَالْمَنَىٰ فِي نَاطِرِ الْفِ
۱۲۸۔ وَتَوَلَّوْا أَلْمُكْحَمَ فِي الْحَجِّ وَانْحَسِبُوا
۱۲۹۔ فِي الْأَمَامِ سَوَاءٌ هَبْتُمْ دُونَ الْفِ
۱۳۰۔ لَكُمْ وَالْمَنَىٰ فِي نَاطِرِ الْفِ

ت: اور گو گو گیس الف کی صورت، فصل (۱) تمام کلمہ کو بتلائے (کے لئے) یا ہمزہ (کی قوت) کے لئے زیادہ کی گئی ہے۔ (یعنی یہ الف فاصل ہے، جیسے خالو وغیرہ)

اجتہاد کے بیان کردہ حصہ فروش میں اکثر روایتیں نافع اور ابو عبیدہ کی ہیں۔ جن مواقع میں علامہ شافعی نے نافع کو کام نام نہیں ذکر کیا ہے۔ ان میں اکثر روایات نصیر کی ہیں مگر ان میں سے بعض میں دیگر حضرات بھی شریک ہیں اور چند مواقع ایسے ہیں جو ابو عبیدہ کی روایت سے ہیں۔ فروش کے بیان کے بعد اب قواعد کلیہ اصول کے طور پر بیان فرما رہے ہیں۔

بَابُ الْخُذْفِ فِي كَلِمَاتٍ تُحْمَلُ عَلَيْهَا أَشْبَاهُهَا

یہ دوسرا باب ہے ان کلمات کے بیان میں جن میں حذف بطور قاعدہ کلیہ کے ہے جن پر قیاس کر کے ان کے اشتباہ اور نظائر (بمشکل) میں حذف جاری ہوتا ہے۔

عَلَا ذَٰهَكَ فِي كَلِمَاتٍ حَذَفَ كُلُّهَا وَاحْمِلْ عَلَى الشَّكْلِ كُلِّ أَلْبَابِ مُخْتَبَرًا
ت :- اور تم چند کلمات (کے الف) میں تمام اہل رسم کے حذف کو لے لو، اور (اس کے) ہر مشکل و کلمہ پر پورے باب (اس جیسے تمام کلمات) کو قیاس کر کے محمول کرو۔

اس باب کے تمام کلمات میں حذف الف اجماعی ہوگا، اور یہ مشکل کلمے کے ابتدائی حصے میں کافی ہوں گی، آخری حصے میں کچھ فرق ہو تو مضائقہ نہیں، سب میں یہ حکم جاری ہوگا، جسے اگلے شعر میں آئیو الے کلمات میں سے لائن ہے تو اب یہ حذف الف کا حکم ثَلَاثًا، اَلْسَنَةً، نَكْبِي وغیرہ سب میں ہوگا، اور جیسے أَذِلَّةً، أَوْلِيَاءُ، ذُلٌّ، أَذْلِكُمْ، ذَالِكُمْ، ذَالِكُنَّ، ذَالِكُنَّ، ذَالِكُنَّ ہے۔ علامہ نے لفظ رَدُّ الْاَلْبَابِ سے انھیں دوسری شکلوں کی جانب اشارہ فرمایا ہے، لیکن اب وہ کلمات آرہے ہیں :-

يَا دَاوُدَ السَّلَامُ مَعَ الَّذِي فَتَوَّعُدَا
وَاذْكُرْ تَبَارَكَ وَالرَّحْمَنُ مُغْتَفِرَا
لِذُنُوبِكُمَا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

١٣٢ لَكُنْ أَرْثُكَ وَالْيَ وَيْ ذَٰلِكَ هَـ
١٣٣ مُسْجِدٌ إِلَيَّ مَعَ مَلَائِكَةٍ
١٣٤ وَالْخُفْلَ مُسَكِّنِينَ الصَّلَاةَ وَحَلَا

۱۳۲ سَلَامَةٌ وَعِلْمٌ وَالظِّلُّ دُفِي مَائِنٌ لَا مَيْنَ هَذَا اخَذْتُ قَدْ عَمِلْتُ
ت: ۱۔ ان اشعار ربع کے نمبر وار بائیں کلمات میں حذف الف بطور اصول اور تو اعلیٰ
کے ہیں۔ فَكُرْدُ غَدَاً یعنی تم ان کلمات کو یاد کر کے علم کے نالابوں پر پہنچ جاؤ۔ طاب علم
کے حسب حال لفظ ذکر فرمایا ہے یعنی اپنی علمی تشنگی کو بجھاؤ۔
علا ہے صاع تبیر مراد ہے جیسے ہذا، ہذا ان لہذا، لہذا، ہاں، ہاں
سے مراد نہ کی یا رہے جیسے یعباد، یسوم وغیرہ،

اور تم ۱۳۱۔ دَعَا کو بھی بذریعہ حذف الف کو چھپاتے ہوئے یاد کر لو، ۱۳۲ سورہ مائدہ
ع میں دونوں وجوہ ہیں کما مر فی البقرة، وَلَا كُذِّبَ أُوْرِيهِ حَذْفُ بے عبار ہے، ان کلمات
میں لام کے بعد کا حذف بر بنائے تماثل ہے۔ دُفِي مَائِنٌ الخ اور یہ حذف الف تمام
بَيْنَ اللَّامَيْنِ الفات میں آباد کر دیا گیا ہے، یعنی ہر جگہ محذوف الالف ہے صرف انہیں
کلمات سے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جو شعر ۱۳۱ میں مذکور ہوئے۔ اگلے شعر میں الف
تثنیہ کے حذف کا قاعدہ اور اس کی شرط کا ذکر ہے:-

۱۳۳ وَلَا فِي الْمَنِيِّ إِذَا مَا كَمْ يَكُنْ طَرَفًا كَسَحْنِ أَنْ أَصْلَنَا فَطَبِ صَدْرًا
ت: ۱۔ اور الف صیغہ تثنیہ میں بھی جبکہ کلمہ کے کنارے نہ واقع ہو ہر جگہ محذوف الرسم
ہوتا ہے جیسے سَحْنِ (قصص ع) أَصْلَنَا (فصلت ع) لہذا تم قلبی مسرت حاصل کرو۔
(آخر کلمہ میں الف ثابت الرسم ہوتا ہے جیسے أَنْ تَفْشَلَا دَالِ عَمْرٍ ع) اور فَاشْقِيَا رِوْثِ
ع)۔

۱۳۴ وَلَقَدْ نُونٌ صَحِيدًا لِّمَا عَلَيْنَا كَا تَبْنَا وَرَدْنَا وَعَلَيْهَا حَلَا خَضِرًا
ت: ۱۔ اور فاعِلون کے نون ضمیر کے بعد جمع متکلم میں جبکہ آخر کلمہ میں نہ ہو الف محذوف
ہوتا ہے جیسے أَيْتُهُ كُنَادَتْهُمْ وَعَلَيْهَا (کہف ع) حَلَا خَضِرًا یعنی
یہ حذف دران حالیکہ شیریں و سرسبز ہے۔

۱۳۵ وَأَعْلَمًا وَكَلِمًا وَالسَّاسِلُ وَاللَّشَّ شَيْءٌ لِّمَنِ سُلْطَنُ لِمَنِ نَظَرَ
ت: ۱۔ ان چھ کلمات کا حذف الف اہل نظر کے لئے ہے، (خواہ جبل عرب اور جبل صورت
سے آویں) ۱۳۶ وَالْعَنُونُ مَعَ اللَّيْلِ الْقِيَمَةُ أَصَفَ حَبْدٌ خَلِيفٌ أَتَهَرُ صَفَتْ نَهَرًا
ت: ۱۔ یہ چھوں کلمات بھی محذوف الالف ہیں، دران حالیکہ صاف ہیں، دلوں کی کی طرح۔

اسمائے عجیب کے حذف الف کا قاعدہ :-

۱۴۷۔ وَالْعَجَبِيُّ ذُو الْأَسْعَالِ خُصَّ وَنُزِّلَ
 ۱۴۸۔ يَأْجُوجُ مَا جُورُ فِي هَارُوتَ تَبَيَّنَ مَعَ
 ۱۴۹۔ ذَاوُومُشْتَنِ اِذَا دَاوُومُكُمْ عَدُوًّا

عَنْهُ وَلِكُلِّ جَمْعٍ كَثِيرٍ لِّدُورٍ لَا يُحِيطُ
بِهَا سِوَا الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَخُتِلَفَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵۲۔ فصاحۃ اللسان عنہ، حذوہا کالمصاحبت وعن جلیل المرسوم سرى
تہ اور دو الفی راجع مؤنث سالم جس کی مثال المصاحبت ہے (فما الضحیات
الضفت ذالمصاحبت) تو دونوں الف محذوف الرسم ہوتے ہیں اور یہ حذف جلیل اللہ
حضرات اہل رسم سے جاری ہوا ہے، (یعنی اکثر حضرات حذف پر متفق ہیں، بعض حقیقت
میں پہلا ثابت اور دو سراسر محذوف ہے۔ اس شعر میں اس حذف کی عمومیت کو بتایا
ہے۔ یعنی یہ حذف عراتی ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اوروں میں بھی ہے)۔
ابتداء کلمہ کے سوا دو یا تین الفات جمع ہونے کی صورت میں صرف ایک مرسوم

تَبَوُّاْ اَمْلِحُواْ مَاءً مَّعَ النَّظَرِ
بِالْيَا ع مَّعَ الْفِ السُّوْ اِى كَذَا سَطْل ۲۰

۱۵۳ وَلَوْ مَا زَادَ اَدْلَاكُ عَلٰی الْاَلْفِ
۱۵۴ اَلْنِ اِنِّیْ عَامِنُمْ عَاَنْتُمْ كَرَدُ
ت:۔ اور جس لفظ کا ابتدائی (یعنی فاکم) زاید ازیک الف ہو تو وہ بھی ہر جگہ ایک ہی
الف سے مرسوم ہوگا، لہذا تم اس کی برق و تجبلی سے بارش پر اعتماد کرو، (یعنی جس طرح
برق و تعد سے بارش کا یہ چلتا ہے اسی طرح سمجھ لو کہ یہ تمام نئی مثالوں میں جاری ہوگا۔
اس سے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ ہے) مثالیں۔ اَلْنِ اِنِّیْ عَامِنُمْ اور
عَاَنْتُمْ وغیرہ ہیں۔ اور تم قُلْ اَتَخَذْتُكُمْ کو بھی (انہیں مثالوں میں) زائد کرو (اور
شامل کرو) اور تم ان امثلہ کے ہرے سب کے بارغ میں داخل ہو جاؤ۔ (یعنی اس قاعدہ سے
کی یہ پانچ مثالیں ہیں جو شعر ۱۵۴ میں مذکور ہوئیں۔ ان میں سے عَاَنْتُمْ میں تین اور

۱۵۸ وہ پانچ فتیں جن میں ہمزہ وصلی ہر جگہ حذف ہوتا ہے۔
 كَذٰلِكَ اَوْفَا كُنَّا كَمَسْ لَوْ اَدَسْ لَوْ ا
 فِي شَكْلِهِن دَيسِي ۝ اَللّٰهُنَّ يَسْ كَرَا

ت:۔ اُن تعریف کا ہمزہ جس سے قبل لام ابتدا یا لام جارہ ہو جیسے (لَكَ اَمْرٌ لَكَ) لَكَ اَمْرٌ لَكَ
فِيهِ وَغَيْرِہ اور وہ ہمزہ وصل جو فاعل پر داخل ہو اور اس سے پہلے واو یا فاعل ہو جیسے
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ (اور وہ ہمزہ وصل جو سائل کے امر حاضر کے واحد یا جمع
مذکر میں ہو اور اس سے پہلے باء جارہ ہو جیسے) اَدَا سَعْدٌ اَدَا (اور وَسَعْدٌ هُمْ وَغَيْرِہ) اور اس
لفظ اسم کا ہمزہ جو الترخیص مفاد ہو اور اس سے پہلے یاء جارہ ہو جیسے (يَسْمَعُ اللّٰہُ
رِثَامَ اِسْ) کی استکمال داخل ہیں اور وہ ہمزہ وصل جس سے پہلے ہمزہ استفہام ہو اور اس کے
بعد لام تعریف نہ ہو جیسے (اَسْتَكْبَرْتُ، اَفْتَرْتُ وَغَيْرِہ) مگر اسے یہاں اس لئے بیان
نہیں کیا کہ ماقبل شذوذ میں شامل ہے،
صیغہ واحد جمع کے واو کے بعد الف زائد لکھنے کا قاعدہ اور شرط:۔

۱۵۹ وَاِنْ دَبَبُوا اِلَّا عَرَانِي يُؤْتِيهِمْ وَلَدِي فَعَلِ الْجَمِيعُ وَكَذَا اَلْفَاذُ كَيْفَ جَرَّ اِي
ت :- اور تم سورہ یونس (ع) کے بَنُوْا (رَاسُ اَعْيُنِ) میں اور فعل کے صیغہ جمع اور طہ
کے واو میں خواہ یہ جس طرح بھی جاری ہوں (واو کے بعد) ایک الف کا اضافہ کرو۔ (جیسے اَصْلُوْا
كَفَرُوْا، كَذَبُوْا، مَلَقُوْا اَسْرَبْهُمْ، مَرَسَلُوْا التَّاقَةِ، مضارع کے صیغہ
مفرد میں جن کے آفریں ضمیر بارز نہ ہو، جیسے يَكُوْجُوْا، تَسَلُوْا وغیرہ لیکن شرط یہ ہے
کہ اس واو واحد و جمع کے بعد نہ تو ضمیر ہو اور نہ نون اعرابی جیسے سَاَدَدُوْا، سَاَدَدُوْا،
كَاوُوْهُمْ، اَدَسُوْهُمْ، جَلَعُوْا وغیرہ کیونکہ یہ الف زائد کے رسم کی اصطلاح صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم ہے علماء عربیت بھی اس پر عمل ہیں جبکہ ساتھ میں ضمیر نہ ہو۔
سات کلمات اس قاعدے کے مستثنیٰ ہیں دَهْوُ هَذَا :-

ہم

جَاءَ دُوْدٌ وَبَاوُدُ وَآخُنُودُ وَسَعُوْدُ سَبَا
عَتَوْ عَتُوًّا وَقُلُ تَبُوًّا وَدُ خَرَا

۱۹۰

أَنْ يَعْفُوَ الْخُدُّ فِيهَا دُونَ سَائِرِهَا
يَعْفُوَ أَوْ يَبْلُوَ أَمْعُ لَنْ تَدْ عُوًّا النَّظَرَا

۱۹۱

ت :- تم جاء دود (ہرگ) اور باوود (بقرہ ع) ال عمران ع) جاء دود (بقرہ ع) سعو سببا
اور د (عتو عتو) از قان ع) ان میں آخری الفات کو حذف کر دو۔ اور تم بیان کر دو کہ تبو
(الداہر شرع) بھی انھیں میں سے ہے۔ اور ان یعفو (عنہم نساء ع) میں صرف
اسی میں حذف الف ہے، نہ کہ ان کے دیگر نظائر و اشکال میں جو کہ تَدْ عُوًّا (کھف ع)
اور و یعفو، و یبلو، التلک و غیرہ میں بھی (یعنی ان میں الف محذوف الرسم نہیں
ہے)۔
سعو کے ساتھ سببا اور عتو کے ساتھ عتو کی قید اترتی ہے۔

بَابُ مِنَ الزِّيَادَةِ

۱۹۲ فی الکھف شین لَشَايَ بَعْدَ الْفَاءِ : وَتَوَلَّى فِي كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ مُعْتَبَرًا
ت :- لَشَايَ کا شین جو کھف ع) میں ہے اس کے بعد ایک الف زائد ہے اور
زائد الف کا ہر شے میں قول غیر معتبر۔

۱۹۳ وَكَانَ فِي مَائِيْنِ الْكُلِّ مَعْرَ مَائَةً : وَفِي ابْنِ نَبَاتِهَا وَصَفَا وَقُلْ خَبَرًا
ت :- اور مائین اور مائے میں تمام اہل رسم نے الف اضافہ کیا ہے، اور ان
میں اثبات الف (ہمزہ وصلی) ہے جو کہ اپنے ماقبل کی صفت ہوا اور تم بیان کر دو کہ
بحالت خبر بھی (اثبات ہمزہ وصلی صفت ہو) جیسے عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، خبر جیسے
عَزْرَبْنِ ابْنِ اللَّهِ بلکہ ہر حال میں ثابت رہتا ہے)

۱۹۴ كُنْتُفَعَا لِكُلِّ مَائَةٍ اِلَّا الْفَاءَ : وَالتَّوْنُ فِي وَكَائِيْنِ كُلِّهَا زَهْرًا
ت :- کُنْتُفَعَا (علق) اور لِكُلِّ مَائَةٍ (یوسف ع) اور اِذَا (ہر جگہ تون اصلی کے بجائے تونین
اور الف کا اثبات ہے، اور وَكَائِيْنِ کے تمام کلمات میں (سات جگہ یہ تونین کے

بجائے نول ساکن، روشن ہو گیا ہے (یہاں خلاف قیاس بجائے تنوین نون لکھا ہوا ہے۔)
 ۱۶۵۔ وَكَذَلِكَ الْقَرَارُ أَخَذَتْ نَالَهْمَا فِي صَادٍ وَالشَّعْرَاءُ طَبِئًا شَحْرًا
 مت :- اور لیکھ کے دونوں الفات کو حذف پہنچا ہے ص (رغ) و شعراء (رغ) میں دران حالیکہ یہ عمدہ ہے مثل
 شجر کے ہے (قوی)

باب حذف الیاء وثبوتها

اس باب میں جس یاء کے حذف و اثبات کا ذکر ہے، وہ متکلم کی بھی ہوئی تو فعل کے لام کلمہ میں بھی اور اسم میں بھی
 ہوتی ہے۔

۱۶۷۔ دَلَّغَتْ أَلْيَاءُ فِي كَالِ النَّبِيِّ سَبَّحًا إِذَا
 حَصَلَتْ كَحَذَفِ وَفَهَا أَنْفَذَ مُبْتَكِرًا
 مت :- اور تم جب یاراتِ محذوفات کو حاصل کر لو گے تو اثباتی یار کو پہچان لو گے، پس تم بوجلت انھیں
 یاد کر لو۔
 www.KitaboSunnat.com

۱۶۷۔ حَيْثُ فَارَ هَبْوَ النَّبِيِّ سَبَّحًا إِذَا
 نَحْوُ أَسْمَعُونَ وَكَفَاؤُنْ أَسْمَعُونَ طَوْرًا
 ۱۶۸۔ أَلْيَاءُ بَقْرَةَ عَ، نَحْلَ عَ سَبَّحًا بَقْرَةَ عَ وَكَفَاؤُنْ أَسْمَعُونَ طَوْرًا
 ۱۶۹۔ أَلْيَاءُ بَقْرَةَ عَ، نَحْلَ عَ سَبَّحًا بَقْرَةَ عَ وَكَفَاؤُنْ أَسْمَعُونَ طَوْرًا
 مت :- ۱۔ عطاء بقرہ ع، نخل ع سَبَّحًا بقرہ ع و ع، نخل ع، مومنون ع، زمر ع۔ ۲۔ بقرہ ع، عطاء
 ال عمران ع، زفوت ع، نوح ع شعراء ع، ع میں دودو، ع و ع میں ایک ایک۔ ۳۔ یس ع علا ال عمران
 ع ۲۴، انباء ع، ع، عنکبوت ع سوائے یسین کے دَانْ اَعْبُدْ ذِي کے (کسا میں یا ثابت ہے) اور
 ۲۵۔ بقرہ ع، قمر ع میں دو۔ ۲۶۔ بقرہ ع۔
 کے (رغ) کے لیکھ ذی کے (۱) اور ۲۴ تا ۲۵ ہود ع، حجر ع اور ۲۴ تا ۲۵ ابراہیم ع، قی ع و ع جس جگہ بھی
 واقع ہوا ہے ہر جگہ حذف ان سب الفاظ کو پہنچا ہے۔

ان دو شعروں میں یاراتِ محذوفات میں سے ۲۵ کا بیان ہے۔
 ۱۶۹۔ وَكَفَاؤُنْ أَسْمَعُونَ طَوْرًا
 مت :- اور ۲۴ تا ۲۵ مائدہ ع، ع نہ کہ وہ بقرہ ع کا جو کہ قرآن میں پہلی جگہ ہے اور ۲۵ مومنون اور شعراء
 شعراء ع، قصص ع کا پہلا کلمہ (جواہریم ع میں ہے) اور ۲۴ تا ۲۵ شعراء ع، قصص ع ان پانچ کلمات
 کو ال رسم نے نکالا ہے، ظاہر کر دیا ہے
 ۱۷۰۔ وَكَفَاؤُنْ أَسْمَعُونَ طَوْرًا
 مت :- اور ۲۴ تا ۲۵ شعراء ع، قصص ع ان پانچ کلمات
 کو ال رسم نے نکالا ہے، ظاہر کر دیا ہے

میں چھ جگہ اور ۵۲۲ ہود کے (کہف کے خارج ہے) مع یات ہود کے ان پانچوں میں حذف یا باوقار ہو گیا ہے۔
 عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- اور ۵۲۲ نمل کے ۵۵ مومنوں کے ۵۶ یس کے ۴۰ تا ۴۱ حج کے سابع کاظم ملک کے ۶۱ یس کے ۶۲
 رعد کے مع ۶۳ رعد کے ان ساتوں میں اہل رسم نے حذف یا کو پھیلایا ہے۔

عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- ۵۲۲ رعد کے ۶۳ رعد کے مومنوں کے ۶۴ صفت کے ۶۵ یوسف کے ۶۶ کہف کے ۶۷ حج کے
 عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي

عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- ۵۲۲ رعد کے ۶۳ رعد کے مومنوں کے ۶۴ صفت کے ۶۵ یوسف کے ۶۶ کہف کے ۶۷ حج کے
 (سورتوں کی تعداد اسی ہے دیگر سورتوں کے یہ الفاظ خارج ہو گئے) ۵۲۲

عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- ۵۲۲ رعد کے ۶۳ رعد کے مومنوں کے ۶۴ صفت کے ۶۵ یوسف کے ۶۶ کہف کے ۶۷ حج کے
 (انبیاء کے یہ کلمات بھی محذوف الیاء ہیں۔)

عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- اور ۵۲۲ یوسف کے ۵۳ یونس کے (دولوں اور یحییٰ کی تشدید سے انبیاء کے خارج ہو گیا کیونکہ
 اس طرح وہ کسی کی قرأت نہیں ہے اور ثابت الیاء ہے) ۵۲۲ حج کے ۵۳ روم کے (نمل کے خارج ہے)
 اور ۵۲۲ نمل کے اور ۵۲۲ طہ کے ۵۳ زمر کے ۵۴ انفج کے ۵۵ الفجر کے ۵۶ سب از روئے مٹی عمدہ ہو گئے ہیں
 دُاد انوار کی مناسبت سے طہ کے ۵۳ زمر کے ۵۴ انفج کے ۵۵ الفجر کے ۵۶ سب از روئے مٹی عمدہ ہو گئے ہیں
 میں اللہ تعالیٰ کی خاص تہی کا نظور ہوا اور بعض میں حضرات انبیاء پر تشریف لائے۔)

عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- ۵۲۲ ابراہیم کے ۵۳ شوری کے ۵۴ زمر کے ۵۵ انفج کے ۵۶ الفجر کے ۵۷ سب از روئے مٹی عمدہ ہو گئے ہیں
 کے ۵۸ صفت کے اور ۵۲۲ قرآن مجید سے متصل ہے۔ یعنی پہلے ہی رکوع میں ہے یہ کلمات بھی محذوف الیاء ہیں

عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- ۵۲۲ انفج کے ۵۳ شوری کے ۵۴ زمر کے ۵۵ انفج کے ۵۶ الفجر کے ۵۷ سب از روئے مٹی عمدہ ہو گئے ہیں
 میں کیونکہ یہ تحقیق کردہ ہے آزمایا ہوا ہے۔

عَمَّا كَذَبْتُمْ ذُنُوبَكُمْ اَنْ تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝۵۰ سَوِيًّا يُنْقِذُ الذِّنَّ اَنْ يَكُونَ مَعَ مَتَابُكَ دُرِّي
 ت :- ۵۲۲ انفج کے ۵۳ شوری کے ۵۴ زمر کے ۵۵ انفج کے ۵۶ الفجر کے ۵۷ سب از روئے مٹی عمدہ ہو گئے ہیں

۱۹۹۔ دین تہذیب و تمدن کی بنیاد پر مبنی ہے۔
۲۰۰۔ حرمون و المتعالیٰ کا معنی ہے۔
۲۰۱۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷

۱۸۔ کُھَصَّ فی الدُّعَا اِنَّ مَکَانَ الشَّجَرِ وَحُصَّ کَاتِبُهُ وَفِي غَنَابٍ هَاسُوکَا
ت :- اور ہم آل عمرانؑ کے ۳۷ میں حذف یا کو خاص کر دو (یوسفؑ میں اجماع کیا ہے) اور تم
سورہ نساء میں بقیہ کے اَشْجَعُونِی کو جو دو جگہ غافرؑ میں ہے حذف ہائے خاص کر دو۔

اور اس امر میں غلط فہمی سے بچنا ہے جو اجناس ثابت الیاریں (اور اس امر میں غلط فہمی سے بچنا ہے جو اجناس ثابت الیاریں)

۱۸۱۔ بَشْرٌ عِبَادًا لِّلَّهِ فِي ذٰلِكَ نَسْجَدُ وَكَفَّرُ سُرُوتٍ مَّعَ مَنظُورٍ فِي غَضَّةٍ هَافِسًا

ت۔ ب۔ ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲

۱۸۲۔ فی النحل اثنین فی صَادِ عَنَابٍ وَمَا لَاجِلُ شُرْبِهِمْ كَمَا دُنْ خَتْمًا وَكَأَنَّ
ت:- ۱۸۳۔ نخل غ میں ہے اور ۱۸۴ جو سورہ قصص میں ہے (دیدوں توں بھی اپنی الفاظ میں سے ہیں جس
آخر سے یا مستحکم محذوف الرسم ہے) اور جو اپنی تنوین کے سبب (مذکور حذف یا) معترض گئے تھے ہیں
جیسے حَادٍ (اور ذَاتِی) ہے (ایسے متون اسماء تبیین میں جو سینا لکھیں جگہوں میں آئے ہیں۔ عَابَاع،
عَامِدَ بَقَرَةٍ عَنِ انْعَامِ عَنِ الْغَارِ۔ عَدَّ مَوْصِيْنَ بَقَرَةً عَنِ الْمَكَّةِ وَسَوَاعِنَ بَقَرَةٍ عَنِ النَّارِ عَنِ الْحَارِمِ

[illegible]

عَلَا فِي الْمَنَادَى سَوَى مُنْزِلِ آخِرِهَا وَالْمُنْكَبُوتِ وَخَلْفَ الرَّحْمَنِ اسْفَرَا
ت :- اور منادی میں (آخرے یا اسٹکھم جہگہ مخدوف ہوتی ہے جیسے یٰقُومُ یٰوُتِ وغیرہ) سوا
آخر منغز بیل کے (یعنی آدمی غ) اور عنکیوت (غ) اور زخرف (غ) کا خلف خاص ہو گیا ہے

ردنی و شکی میں یا ہے اور عراقی میں نہیں ہے۔

عَلَا الْفَهْمُ وَآخِذُوا بِأَحَدِ أَهْمَا كَوْرُ الْبَاطِلَيْنِ وَالْأَقْمَتَيْنِ مُقْتَفِرًا
فت: (اور) الْفَهْمُ (قریش جو حرم کے ساتھ ہے نہ کہ اول، اجماعاً مذکور الیاء ہے اور تم و کلمہ میں
دو یا کے اجتماع کی صورت میں) دونوں میں کی ایک کو حذف کر دو مثالیں دے گا (یا مریم ع) اور خَطْلَيْنِ
ہے (دو یا میں سقیم پہلی بصورت ہمزہ دوسری بصورت یا لیکن دونوں کی اجماعاً ایک ہی یا سے رسم
ہے، اسی طرح) تَمَذُّا الْأَقْمَتَيْنِ (میں بھی ایک یا کو حذف کر دو) دراصل حالیکہ تم اس سلسلے میں متفق نظر
عَلَا مَنَحَى الْجَنَى وَیَسْتَجِبُ كَذَا الْكَسَوَى هَتَّى يَهْمَوْنِي دَعَلَيْنِ مُقْتَصِرًا
عَلَا وَذِي الصَّبْرِ كَعَيْنِكَ وَدَسِيئَةٍ فِي الْقُرْءِ مَعَ سَيِّئَاتِ الشَّيْءِ أَهْضَمًا
فت: (اور جی بقرات اظہار) مَنَحَى (انفال ع) يُجْنَى (جس صیغے سے بھی آئے اور یَسْتَجِبُ بھی بطور
آئے) اسی طرح ہیں (یہ تینوں کلمات بھی ایک یا مرسوم ہیں۔ سوائے هَتَّى اور دَعَلَيْنِ (کہنہ ع) غ) اور
عَلَيْنِ (تطفیف) کے (کہ یہ تینوں یا واحدہ کی رسم سے مستثنیٰ ہیں) دراصل حالیکہ ہر ایک روک دیا گیا
ہے (ایک یا کی رسم سے) اسی طرح ایک یا کے قاعدے سے روک دیا گیا لفظ ضمیر والا بھی ہے جیسے يُجْنِيكَ
(يُجْنِيكَ أَفْعَلِيْنَ، أَفْعَلِيْهَا اور حَتَّى) اور ماسوا اس لفظ سَيِّئَةٍ کے جو واحد میں ہو نیز سَيِّئَاتِ
اور اَلشَّيْءِ بھی ان تینوں میں سے ہر ایک ایک یا کے قاعدے سے روک دیا گیا ہے۔ (سَيِّئَاتِ
اَلشَّيْئَاتِ جمع کا لفظ ایک ہی یا سے مرسوم ہوگا)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا الفاظ سبعة ادپر کے قاعدے سے مستثنیٰ ہیں اور دو یاؤں سے مرسوم ہیں
عَلَا هَتَّى يَهْمَوْنِي مَعَ الشَّيْءِ بِهَا الْفَتْحُ مَعَ يَأْتِيهَا رِسْمُ الْغَاذِي دَقْدَمًا
فت: (وَقَوْ يَهْمَوْنِي اور أَشْيَءُ الْفَتْحُ مع یاء ہے غازی ابن قیس نے اپنی کتاب ہجاء السُّعْتِینِ
اسی طرح) لکھنے کے بعد ان کی رسم اجنبی سمجھی گئی ہے (بجائے دو یا کے ایک یا اور الف سے رسم کو ظاہر
اجماع ہونے کے باعث روکیا ہے مگر النسب یہ ہے کہ روایات تو ان کلمات کی دونوں طرح رسم صحیح
ہے لیکن اکثری عمل دو یاؤں سے ہی لکھنے پر ہے)

عَلَا بِأَيَّةٍ ذَبَابَاتٍ الْعَرَاقِ بِهَا يَاءُ الْتَّعْنِ بَعْضُهُمْ دَلِيسُ مُشْتَهَرًا
فت: (بِأَيَّةٍ ذَبَابَاتٍ میں عراقی مصحف میں والف اور تا کے مابین) بعض ناقطین سے دو یا میں
ہیں مگر یہ قول غیر مشہور ہے۔ (مگر علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ غیر مشہور اس لئے فرمایا کہ ان کی
نظر سے ایسے ہی مصاحف گذرے ہوں گے، ورنہ بہت سے عراقی اور شامی مصاحف میں
مجھ رہی یا میں ہی ہیں۔)

عَلَا الْمَشْهُورُ بِهَا يَاءٌ مَبْلَا الْفَتْحُ ذِي الْهَجَاءِ عَنِ الْغَاذِي كَذَا كِيَرِي

باب ما روي فيه الباء

تَلْقَاكَ نَفْسِي وَهِيَ أُنَا كَيْ لَا حَسْبُ
يَأْيِدُ ابْنُ مَاتٍ مَعْنَى ابْنِ مَاتٍ طَبْعُهُمَا
تَلْقَاكَ نَفْسِي وَهِيَ أُنَا كَيْ لَا حَسْبُ
يَأْيِدُ ابْنُ مَاتٍ مَعْنَى ابْنِ مَاتٍ طَبْعُهُمَا
تَلْقَاكَ نَفْسِي وَهِيَ أُنَا كَيْ لَا حَسْبُ
يَأْيِدُ ابْنُ مَاتٍ مَعْنَى ابْنِ مَاتٍ طَبْعُهُمَا

۱۲۰ مَن تَقَاتِلْ لَمْ يُسَلِّمْ خُتْمٌ فِي مَلَايَئِ
اِذَا اَضْبَحْتَ اِلَى اَمْنٍ مِّنْ سِتْرٍ
ت یعنی قاتل (میں بھی یا زائد ہے) اور ملائکہ (میں بھی جبکہ یہ
ضمیر غائب (واحد جمع) مستر کی جانب مضاف ہو، ہمزہ محذوف اور مضاف ہو ضمیر غائب مستر کی جانب
۱۲۱ لَقَايَ فِي الرُّومِ لِقَايَ وَكُلُّهُمْ
بِالْيَايِلَادِ الْفِي اللّٰهِ قَبْلُ تَكْرًا
تدو اور لقا یعنی (اور لقا) روم غ (میں غازی ابن قیس کے لئے) یا بعد الف زائد ہے
اور تمام مصاحف اللہ میں یا کیساتھ دیکھے جاتے ہیں، جو الف کے بغیر ہے جو (و) الف
تلفظ میں یا ہے (یہ ہے)۔

یعنی یہ لفظ الی جا رہی کہ طرح تین حرفوں سے مرسوم ہوتا ہے، اس میں سے تین حروف
مزدوف ہیں۔ اے کا پہلا لام (اس کو اگلے باب حذف احدی اللامین میں بیان کریں گے)۔

علاؤام کے بعد کالف جسے گذشتہ شعر میں بیان کر چکے ہیں عک الف کے بعد کا ہمزہ مجرورہ یہ برہائے
تکامل محذوف ہے کیونکہ یہ متوسط ہونے کے بعد تصورات یا ہوتا، ایک یا پہلے سے ہے، دویاں
جمع ہو جائیں، یہاں یہ بتایا ہے کہ لام اور الف کی طرح ہمزہ بھی محذوف ہے۔

باب حذف الواو زیادتھا

۱۹۴۔ اَوْدَاوُیْدُ مَوْکَدُیْ سُبْحَانَکَ اَقْتَرَبْتَ یَمَحُورُ بِحَاوِیْمِ کَدَا مَوْفِیْ اَقْطَرُ اُخْطَرُ
ت:۔ اور سورہ شعلی (اسراء) اور سورہ اَقْتَرَبْتَ (قمرغ) میں کَدَا مَوْفِیْ اور کَدَا مَوْفِیْ (اور
حایم (شوری غ) میں یَمَحُورُ اور اَقْتَرُ (علین) سَبْدُغ کے واو (بذر یوحنا) مخفّر کر دیے
گئے ہیں۔ (حلیہ کی قید استرازی ہے۔ (رعد غ و غیرہ خارج ہو گئے)

۱۹۵۔ وَهَمَّ نَسُو اللّٰهَ قُلْ دَاوُدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ
ت:۔ اور تم کہو کہ نَسُو اللّٰهَ (توبہ حشر غ) میں (واو کے حذف کی روایت) وہم ہے (حذف کا قول
بے اصل ہے) اور اَوْدَاوُیْدُ سے اَوْدَاوُیْدُ تک پانچوں میں زیادتی واو کا قول مشہور ہو گیا ہے، (رکب،
اَوْدَاوُیْدُ کے میں اس لئے کہ اَوْدَاوُیْدُ اور اَوْدَاوُیْدُ کے میں فرق ہو جائے، اور اَوْدَاوُیْدُ میں یکسانی با بیک
۱۹۶۔ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ اَوْدَاوُیْدُ
ت:۔ اور سَارِیْکُمُ (اعراف غ) میں خلافت کم ہو گیا ہے (اکثر مصاحف میں الف کے بعد واو ہو
اور بعض میں محذوف ہے) اور یہی حکم طے اور شعراء (غ) کے لَوْ صَرَفْتُمْ میں بھی ہے۔ (کئی واو
جمع ہونے کی صورت میں بھی ایک ہی واو مرسوم ہو گا جس کے لئے اگلا شعر ہے)

۱۹۷۔ کَحَذَفَ اِخْدَاوُیْدُ اِخْدَاوُیْدُ اِخْدَاوُیْدُ اِخْدَاوُیْدُ اِخْدَاوُیْدُ اِخْدَاوُیْدُ اِخْدَاوُیْدُ اِخْدَاوُیْدُ
ت:۔ اور جن مواقع میں اس (واو) سے بناء کلمہ یا ہمزہ کی صورت یا جمع مراد ہو ان (مواقع) میں
دو واووں میں سے ایک کا حذف جاری و ساری ہوا ہے، (یا جاری ہونے کے اعتبار سے عام ہو گیا
ہے) بناء کلمہ کے لئے واو جیسے دَاوُدُ، دُوسری، ہمزہ کی صورت جیسے تَوْبِیْہُ، مَسْکُوْلَہُ
اَلْکُوْلُ وَ دُکَا۔ علامت جمع ہو جیسے لَیْسُوْا۔ مَبْدُوْا۔ (حشر غ) کے سوا کوئی جمع ایسی
نہیں، جس میں دو واو ایک ساتھ مرسوم ہوں۔

۱۹۸۔ دَاوُدُ لَوْبِیْہُ مَسْکُوْلَہُ دَاوُدُ لَوْبِیْہُ مَسْکُوْلَہُ دَاوُدُ لَوْبِیْہُ مَسْکُوْلَہُ
ت:۔ تم مثالیں بیان کرو دَاوُدُ، تَوْبِیْہُ، مَسْکُوْلَہُ اور دُوسری لَیْسُوْا اور اسراء اور
اَلْکُوْلُ دَاوُدُ کا میں، یہ حذف واو بعجلت حاصل کیا گیا ہے۔

۱۹۹۔ اِنْ اَمْرُوْكَ اِلَّا لِّوَلٰٓئِہٖ اَوْ اَمْرٌ اِلٰیہِ وَلَکِنَّ خُلَافَیْہِیْہٖ اَلَّذِیْنَ مُتَحَقِّقًا
ت :- اِنْ اَمْرُوْكَ اَرَفِیْہَا عَلٰی (اور اَلَّذِیْنَ اَوَاوِیْعَ اَلْفَ کے ہے اور درمیان میں ہوں رَیَا
کا خلاف محقق اور (حقیر) اور غیر معتبر نہیں ہے۔ (بعض مصاحف میں صفت اَلْفَ ہے اور بعض
میں وَاو اور اَلْفَ دونوں ہیں، وَاو دلالت علی الہل کی ہے اور اَلْفَ فاصل ہے۔)

بَابُ حَرْفِ مِّنَ الْهَمْزِ وَقَعَتْ فِي الرَّسْمِ عَلَى غَيْرِ قِيَمٍ

اس باب میں ان ہزوں کا بیان ہے جو معروف طریق اور اصول کے خلاف دوسری شکلوں سے مرسوم ہیں
مِنَ الْهَمْزِ الْاَوَّلٰی فِي الْمَرْسُومِ عَلَى الْاَلْفِ سِدَا الَّذِیْنَ یَمُرُّ اِلَّا الْوَصْلَ قَدْ سَطَرَا
ت :- اور تم بیان کر دو کہ ابتدا کلمہ کا ہمزہ رسمًا بصورت اَلْفَ ہوتا ہے۔ سوا اس کے کہ ماقبل سے متصل
کر دینے کی نیت سے مرسوم ہو،

عَلٰی اَمْرُوْكَ اَوَّلًا یَا بَنُوْكُمْ مِّنْ بَیْہِمْ وَیَا بَنُوْكُمْ فَصَلُّوْا کَلَّمًا سَطَرَا
ت :- پس اَمْرُوْكَ اور یَا بَنُوْكُمْ (ظاہر) بشکل واو ہے اور یَا بَنُوْكُمْ کے پورے
مجموعے کو متصل کر دو، یہ (مصحف امام اور شامی میں) اسی طرح مرسوم ہے۔ (یَا عَزَّوَالہِیْنِ سے موصول
ہے اور چھ حرفی ہے نہ کہ سات حرفی، مگر لانے سے یہ وضاحت کرنی ہے کہ یہاں مراد ظہر ہو
جو یا نہ لانا ہے)

آگے ایسے پندرہ کلمات کے ہزوں کا بیان ہے جن میں ابتدا کلمہ کے ہمزہ کو بجائے اَلْفَ کے
یا کہ صورت میں لکھا ہے جو کسی نہ کسی وجہ سے حکم متوسط ہو گئے ہیں :-
عَلٰی اَمْرُوْكُمْ یَا بَنُوْا اَلْعَزَّوَالہِیْنَ فَاِیْہِ الْاَنْعَامُ مَعَ فَصَلَّتْ وَالتَّحْلِیْلُ فَتَدْرَہَا
ت :- عَلٰی کا دوسرا اَمْرُوْكُمْ (اس کا دوسرا ہمزہ) بصورت یا ہے اسی طرح عَلٰی عَلٰی عَلٰی
میں بھی بجائے اَلْفَ کے یا روشن ہو گئی ہے۔

عَلٰی فَهَمْزٌ فِیْ اَمْرٍ اَمْنًا اَذْذَقْتِہٖ دَقْلٌ اَمْنٌ لَّنَا یَحْصَعُ فِی شَعْرِہٖ
ت :- اَمْنًا اَمْنًا جو سورہ۔ (ع) میں ہے ہمزہ بجائے اَلْفَ کے بصورت یا خاص کی گئی ہے
ربانی مواقع میں بصورت اَلْفَ مرسوم ہے) اور اَمْنٌ کہ اَمْنٌ لَّنَا سورہ عَلٰی میں (بصورت
یا) خاص کیا جاتا ہے۔

عَلٰی اَمْرُوْكُمْ صَلَّوْا اَمْنًا شَآئِیًا دَنَسَبُوْا وَنَزَّذَ اللہُ الَّذِیْ فِی السَّحْلِ مَتَّ کَرَا
ت :- اور سورہ ع کے اوپر (طہقنت ع) کے دو کمر اَمْنًا میں بھی اہل رسم نے بصورت یا

لکھا ہے یہ موقع اُنٹا لٹا رکھا ہے، لہذا اس کے ماسوا میں قیاس کے مطابق بشکل الف ہے اور ہم اسی کیفیت پر (نقل غ) والے کو کبھی بڑھا دو اور اُنٹا لٹا جوون بصورت یا (درجہ) ایک تم یا اگر پہنے والے ہو (کہ یہ شعر عدا میں بیان ہو چکا ہے)۔

عَدَا اَبْنَهُ وَ اَبْنُ ذَكَوْتُمْ وَ اَبْنُ كَلْبَانٍ لَعْنَانٍ وَلَا تَصْنُ فَيْحًا وَ
ت :- ۱ (پر پانچ جگہ) اور عدا (لین غ) اور عدا (صفت غ) مصاحف میں بصورت یا ہیں اور اس کے خلاف مصاحف عثمانی ہو کوئی ایسی نسخ نہیں ہے جو (یا) کی صورت میں لکھے ہو (روکہ سے) (یعنی عراقی مصاحف میں بصورت یا لکھنا کسی سند ہی کی بنا پر ہے۔ و الف کے ختم کی صورت میں رسم ایک الف مخذوف ہوتا ہے جیسے عر الہ، اَبْنُ كَلْبَانٍ وغیرہ) عَدَا وَ اَبْنُ ذَكَوْتُمْ وَ اَبْنُ كَلْبَانٍ لَعْنَانٍ وَلَا تَصْنُ فَيْحًا وَ
ت :- ۲ اور ۳ سے (۱) (حکم) متوسط ہو کر بصورت یا ہے (اور لکھتے (مریم غ) کے لام الف میں مصحف امام کا چاند (دوسرے مصاحف تک بھی) سرایت کر گیا ہے، (یعنی سب مصاحف میں لام الف ہی سے مرسوم ہے)

آگے ہمزہ متوسط و منتظر کی خلاف قیاس رسم کا بیان ہے :-
عَدَا وَ اَبْنُ ذَكَوْتُمْ وَ اَبْنُ كَلْبَانٍ لَعْنَانٍ وَلَا تَصْنُ فَيْحًا وَ
ت :- اور (ال عمر غ) اَبْنُ ذَكَوْتُمْ میں ہمزہ ثانیہ بصورت واؤ ہے اور اَبْنُ ذَكَوْتُمْ اور اَبْنُ ذَكَوْتُمْ (مریم غ) ان سب میں ہمزہ صورت مخذوف ہو۔
عَدَا وَ اَبْنُ ذَكَوْتُمْ وَ اَبْنُ كَلْبَانٍ لَعْنَانٍ وَلَا تَصْنُ فَيْحًا وَ
ت :- اور (الشش غ) (علکوت، واقع غ، نجم غ) میں جوا لٹ مرسوم ہے وہ اس (کلمہ) کا ہمزہ ہے یا (نَشَاةُ والی قراءت پر) الف مدہ ہے (یعنی الف بعد الشین اجماعاً ہے بشین . . . کے سکون والی قراءت پر خلاف قیاس بصورت ہمزہ اور شین فتح والی قراءت پر الف، بصورت الف مدہ ہے اور ہمزہ عام قاعدہ کے اعتبار سے بے صورت ہے) اور مَوْتِلَا (کہف غ کا ہمزہ) یا کے ساتھ نادر ہو گیا ہے۔ (یعنی رسم معروف کے اعتبار سے ہمزہ اس میں بے صورت ہونا چاہئے تھا مگر بصورت یا ہے)

عَدَا وَ اَبْنُ ذَكَوْتُمْ وَ اَبْنُ كَلْبَانٍ لَعْنَانٍ وَلَا تَصْنُ فَيْحًا وَ
ت اور اَبْنُ ذَكَوْتُمْ (مدہ غ) اَبْنُ ذَكَوْتُمْ (ریم غ) اور لَعْنَانٍ (قصص غ) میں بصورت الف مرسوم ہے، قیاس اس کو رسم سے بری ہے (یہ حکم اَبْنُ ذَكَوْتُمْ میں صحیح ہے مگر اَبْنُ ذَكَوْتُمْ اور لَعْنَانٍ میں مناسب یہ ہے کہ ہمزہ قیاساً بے صورت تو ہے مگر الف قَالُوا اور يَتْلُوا

ت ۱۔ اور رفع کے مواقع میں چند رکعت (۲۴) کے اندر ہمزہ بصورتِ واومح الف ہے (الف فاصل ہے) اور یہ عزت کے ساتھ عالی ہو گئے ہیں۔

ت :- سورۃ حشر، شوریٰ، عہد عقود (مائدہ ع) کا ع ہے، مائدہ میں اولیٰ کے دونوں مواقع میں۔ اور دونوں ایک ساتھ مل کر آ رہے ہیں۔ اور اس لفظ جن آج کے زمرع سے باخلاف موقوف کر دیئے بعض مصاحف میں زا کے بعد الف اور ہمزہ بے صورت ہے اور بعض میں اس الف کے حذف

ت۔ اور اَلْخُلُوْا کا پہلا لفظ جو مؤمنوں (ع) میں ہے (ع کا خارج ہو گیا) نزل ع و ع کے تینوں کلمات اَلْخُلُوْا سمیت (واو مع الف والارسم کلمات اَلْخُلُوْا) پورے ہو گئے۔ درال حالیکہ یہ چار میں اصل میں ہیں (ان چاروں میں ہمزہ مع واو الف ہے)

ت:۔ عیسیٰ و یوسف علیہ السلام نکلے اور اعلیٰ (صلیٰ علیہ السلام) سمیت ہے۔ اور تم کہہ دو کہ عیسیٰ اعلیٰ طرح، عیسیٰ بھی اور عیسیٰ بھی ہے انہیں میں سے یہ کون سا ہے جو گئی ہے۔

۲۷۱۔ وَفِيهِ اِنْ اَذْلَيْتُكَ لَا ذَنْبَ عَلَيَّ الْ سُبْحَانَكَ فِي كُلِّ حَدَّثٍ تَكَلَّمَ سُبْحَانَكَ
ت۔ اور بقول بعض اِنْ اَذْلَيْتُكَ الرَّفَالُ عَ کا ہمزہ مضمومہ (یہی اسی طرح بے صورت ہے)
اور الفِ بانی میں (جو ہمزہ سے قبل ہے) سب (اَنْ اَذْلَيْتُكَ) سے لے کر اَذْلَيْتُكَ تک ۲۹ کلمات
میں حذف دیواروں کی طرح قوی اور ثابت ہے۔ (شعر ۲۲) والے کلمات کے ہمزے
عراق کے اکثر مصاحف میں بے صورت مرسوم ہیں اور واو (جری حالت میں) یا کی صورت میں نہیں لکھا
یہ کلمات چار آئے ہیں۔ اَذْلَيْتُكَ (بقرہ ع، انعام ع) اَذْلَيْتُكَ (نقصت
ع، اذْلَيْتُكَ ع، انعام ع) اَذْلَيْتُكَ (احزاب ع)

بَابُ رَسْمِ الْأَلْفِ وَادَا

الف کو بصورت واد کہنے کا بیان :-

۲۲۲ ذَاوَادُ فِي الْفَاتِ كَالزَّكَاةِ وَمِنْهُ
 ۲۲۳ ذَاوَادُ فِي الْمَلُوءَةِ الْحَيَوَةِ وَالْخَلِّ الْفَالِ
 ۲۲۴ ذَاوَادُ فِي الْفَاتِ الْمُضَافِ وَالْعَمِيمِ مِمَّا
 ت :- اور چند الفات میں صورت واد والا ہے جسے الزَّكَاةُ، كَيْسُكُوتَ (نور) اور مَنُوءَةُ
 (نجم) اور آلُ حَيَوَةِ (مومن) اور الْمَلُوءَةُ الْحَيَوَةُ (جس کے معرف باللام ہوں) بھی واد ہے،
 اور مضاف کا الف ظاہر ہو گیا ہے، (یعنی یہی دونوں لفظ جب مضاف ہوں ہمیں کیسٹر جیسے
 صَلَاتِي، الْحَيَاتِي، وغیرہ تو بایں صورت بجائے واد کے الف سے مرسم ہوتے ہیں)۔
 اور اسی صَلُوءَةُ حَيَوَةُ مضافی کے الفوں میں بعض مصحف عراقی کے خلف میں حذف الف بھی
 دیکھا جاتا ہے۔ اور عام مضاف عراقی میں حَيَوَةُ وَاو کو لکھیں (جبکہ یہ کرہ ہوں اور بے اضافہ
 کے ہوں) یا بحر کے لئے رَسْمًا واد ہے۔

(حاصل یہ کہ مشكُوءَةُ، مَنُوءَةُ اور آلُ حَيَوَةِ بصورت واد ہی ہیں۔ اور الصَّلُوءَةُ معرف باللام
 بھی بالواد ہی ہے، اور بصورت اضافت اکثر میں بغیر واد کے الف سے اور بعض مصاحف عراقی
 میں الف واد دونوں کے حذف سے ہے، اور زَّكَاةُ نکرہ و معشرہ دو صورت میں واد سے
 ہے۔ حَيَوَةُ پر الف لام ہو یا بغیر اس کے اور بغیر اضافت کے جڑا ہو یا نصباً تو ان دو صورتوں میں واد
 سے ہے اور بصورت مضاف اکثر میں واد کے بغیر الف سے اور بعض مصاحف عراقی میں الف اور واد
 دونوں کے حذف سے)

۲۲۵ ذَاوَادُ فِي الْفَاتِ خَلْفَ بَعْضِهِمْ
 ت :- اور صَلُوءَاتِ (جمع) کے الف میں بعض کا خلف ہے، اور واد تو ان (سب مصاحف)
 میں ثابت ہی رہا ہے، درال حالیکہ وہ جامع الاختصاص ہے۔

بَابُ رَسْمِ بَنَاتِ الْيَاءِ وَالْوَاوِ

اس باب میں یائی اور واوی کلمات کی رسم کا بیان ہے :-

۲۲۷۷ ذَاكَ اِنْ فُيْ اَلْفٌ عَنْ يَاقُوْنًا فَتَقْلِبُ ۝
 ۲۲۷۸ سِرِّى عَصَايَ كَوْ لَدَا طَخَاوَةً مَعَا ۝
 مع الضمير ومن دُونَ الضمير تُرَى
 اَصْصَادُ الْقَصَادِ سِيَمَا الْفَعْرِ مَشْهُرَا
 ت اور (لام کلمہ کے) الف کی جگہ جو منقلب عن الیا ہو، یا دیکھی جاتی ہے، دران حالیکہ ضمیر کے ساتھ
 ہو یہ الف یا بے ضمیر ہو، (جیسے اَجْتَلِيْ، وَهَذَانِ، هَذِي، رُمِيْ وَغِيْرَه) سَوَادُ صَنْ عَصَايَ
 (ابراہیم ع) اور دُونَ قَوْلَا (جبرائیل طَخَا حَاقَةً سُوْرَتُوْنِ کی قید اترازی ہے، ان کے ماسوا میں
 قِیَاسًا الف اجماعاً بصورت یا ہے) اور اَصْصَادُ جو دو جگہ ہے (تقصص دِیْسَنَ ع) اور سَوَا اَلْ قَصَا (اسرا
 ع) اور سَوَا نَفْعَا (ع) کے سہ ماہم کے دران حالیکہ یہ (سیما) ایک نقل کی رو سے مشہور ہو گیا ہے۔
 (دوسری روایت میں پانچوں سیما میں الف ہے)

۲۲۷۹ وَغِيْرَ مَا بَعْدَ يَاقُوْنًا فَتَقْلِبُ ۝
 ۲۲۸۰ لَكِنْ يَحْيَىٰ وَشَقِيْبَا هَا بِمَا هُمَا ۝
 ت :- دہر الف یا کی صورت میں مرسوم ہوتا ہے) سَوَا اَلْفِ اس الف کے جو یا کے بعد ہو کہ دویاؤں
 کے اجتماع کے خوف سے الف مرسوم ہوتا ہے) (جیسے وَشَقِيْبَا اُحْيَا، حَوَايَا لَكِنْ يَحْيَىٰ
 (فعل جو انقال ع طه ع اَعْلَىٰ، یا اسم جو آل عمران ع مریم ع) وَشَقِيْبَا هَا (شمس) یہ دونوں یا کے
 (ی) خوبصورت بنا دئے گئے ہیں۔ (اور جب یہ الف یا مرسوم سے پہلے ہو جیسے هَا اَي، مَشْوَاي
 تو اس میں اختلاف ہے۔ اور وَشَقِيْبَا اکثر میں الف سے ہے، بعض میں یا اور الف دونوں کے بغیر ہے)
 ۲۲۸۱ كَلْنَا وَتَشْرَا جَمِيعًا هُمَا اَلْفَا ۝
 ۲۲۸۲ وَفِي يَكُوْنُوْنَ نَحْنُ اَلْخَلْفُ كَذَكَرَا ۝
 ت :- كَلْنَا (کہتے) اور تَشْرَا (موسمون ع) میں تام مصاحف میں الف ہے۔ اور يَكُوْنُوْنَ
 نَحْنُ (داندہ ع) میں خلف (یہ خلف کتب رسم میں) مذکور ہے۔

۲۲۸۳ وَبَدَلَا يُوْخَطَا يَكُوْنُوْنَ اَلْفَا ۝
 ۲۲۸۴ وَفِي اَلْخَلْفُ اَلْفَا ۝
 ت :- اور خَطَا یا کے بعد ان سب کاتبین کا حذف الف (ثابت ہے) اور یا سے پہلے (طا
 کے بعد والا) اکثر نے حذف کیا ہے، یہ (لفظ دونوں الفوں کے) حذف سے غالب و مشہور ہوا
 ہے۔

۲۲۸۵ اَلْفَا اَلْفَا ۝
 ۲۲۸۶ اَلْفَا اَلْفَا ۝
 ت :- اَلْفَا (آل عمران ع) تو بالیا، ی ہے، اور اَلْفَا (ع) میں عراقی کا الف ہے
 اور ان اہل عراق اس الف سے حذف میں بھی اختلاف کیا ہے۔ دران حالیکہ حضرت بہت سے
 مصاحف والے ہیں (رُبُّوْا جمع رُبُّوْا بمعنی امصاحف)۔
 ۲۲۸۷ اَلْفَا اَلْفَا ۝
 ۲۲۸۸ اَلْفَا اَلْفَا ۝

ت۔ یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ، یا سَیِّدِی (یوسفؑ)، اور بعد کے ساتوں کلمات میں آخری الف اجماعاً بصورتِ یامِ مرسوم ہے
 ۲۲۲ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ وَجَاءَهُمُ الْوَعْدُ ۖ وَكَانُوا فِي شَكٍّ ۚ
 ت۔ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ (ابراہیمؑ، موسیٰؑ وغیرہ) اور جَاءَهُمُ الْوَعْدُ (ہرجگ)، اور لِسِیْ جَال (نارغ) کو
 اُیُّی بن کعبؓ کے مصعبؓ کی رسم نے ان کی یار کو مشہور کر دیا ہے۔ (لیکن عام مصاحف میں ان میں الف ہی ہے۔)
 ۲۲۳ جَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ وَجَاءَهُمُ الْوَعْدُ ۖ وَكَانُوا فِي شَكٍّ ۚ
 ت۔ اور جَاءَهُمُ الْوَعْدُ (جب کہ ضمیر مرفوع یا منصوب متصل ہو) کی (سے یا کی رسم) ہے اور طَاب (نارغ)
 ۲۲۴ جَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ وَجَاءَهُمُ الْوَعْدُ ۖ وَكَانُوا فِي شَكٍّ ۚ
 ت۔ اسی رسم کے ساتھ (بروایتِ عاصم حمدری) امام کی طُفْرُ مَرْجَبِ مَکْرِیہ سب غیر متوع ہے (یعنی عملِ آس پر
 نہیں ہے۔ بلکہ ہیوں میں الف ہے۔)

۲۲۵ کَیْفَ النَّصْحِ وَالْفُورِ وَحِیِّ تَلِّی وَطَحِی سَجِی زُکَا وَوَهَابِ الْبَاءِ قَدْ سَطَرَ
 ت۔ :۔ اَلنَّصْحِ جس طرح بھیجئے اور بعد کے چھٹوں کلمات کا وِیَا سے مرسوم ہے (ان کے ماسوا تمام سر حرفی اسی یا
 فعلی واوی کلمات کا الف تیس کے موافق واوی کی شکل میں مرسوم ہوتا ہے۔)

بَابُ حَذْفِ أَحَدَى اللَّامَيْنِ

۲۲۶ لَامُ الَّتِي آتَتْ وَالَّتِي وَلَّتْ أَفَ الْ
 ت۔ اور آتَتْنی جس طرح بھی آئے نیز اس کے ساتھ چاروں کلمات کے لام کو حذف کر دو (اور ایک
 لام سے لکھو) اور اپنی فکر کو سچا کر لو۔ (یہ حذفِ لام واحد ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، ان کے ماسوا کسی اور
 کلمہ میں حذفِ لام نہیں ہے۔ صرف مذکورہ بالا پانچ کلمات میں لام تحریفی کے بجائے دو کے ایک ہی مرسوم ہوتا ہے)

بَابُ الْمَقْطُوعِ وَالْمَوْصُولِ

۲۲۷ وَقُلْ عَلَى الْأَصْلِ مَقْطُوعٌ الْحَيُّ وَفَرَاخٌ وَالْمَوْصُولُ نَزْعٌ فَلَا تَقْلِبْ بِمَحْصَرٍ
 ت۔ اور تم کہہ دو کہ اصلاً تو کلمات مقصور ہی آئے ہیں۔ اور موصول تو فزاع و مقترع ہے لہذا تم اس بیان
 میں تنگی والے نہ پائے جاؤ (جن دو کلمات میں قوی اتصال پایا جا رہا ہو۔ صرف وہی موصول مرفوع ہوتے ہیں۔)
 اب آگے وہ کلمات مقطوع کو اختصار کے ساتھ بیان کر رہے ہیں جو کم سے کم مواقع میں وارد ہوئے ہیں۔
 ضد سے باقی مواقع میں موصول کی رسم لکھی گی۔

۲۲۸ بَابُ تَطْعَمِ أَنْ لَا يَقْرَأُوا أَقْطَعُوا أَنْ لَا أَقُولَ وَأَنْ
 أَنْ لَا وَنَ مَا لَا مَجَا أَنْ لَا إِلَهَ بِهِمْ وَجِنِ بَسَدِ مَا
 ت۔ تم ان چاروں کلمات کے اُن کو لا سے مقطوع لکھو۔ یہ سورۃ ہود (ع) میں جلدی کر دو (یعنی اُن کو لا

۲۳۷۔ وَأَقْطَعُ سِدَاةَ مَا لَمْ يَنْتَوِ حَتَّى يَنْتَوِ فَاقْطَعُ مَا قَصَلَ بِالْفِعْلِ مَتَدُ مَبْرَأ
ت:- اور اس (سورہ ہود) کے سوا کوئی قطع لکھو، اور اُن لکھ دو انعام کے بعد مفتوح الہم کو کہ قطع
لکھو، اور اُمّا بفتح الہمزہ کو موصول لکھو، یہ وصل کے ساتھ بلند کر دیا گیا ہے۔
بَابُ قَطْعِي مَا
۲۳۷۔ فِي مَا فَعَلْنَا أَقْطَعُوا الثَّانِي لِيَسْلُو كُنْ
۲۳۷۔ فِي مَا مَعَاثَةٍ فِي مَا أُوحِيَ أَقْطَعُوا

۲۳۸۔ فِي التَّوْبَةِ وَالْأَيْمَانِ وَالْحَبْلِ صَادَ مَعَا
۲۳۸۔ فِي إِذَا دَفَعْتُ وَالزُّكُوفِ وَالْمَشْعَرِ
ت:- حم بقرہ ثانی غ، اور ۲۳۷ مائدہ غ، انعام غ، عتہ انعام غ ان چاروں کو مقطوع لکھو
نقل کی پیروی کی گئی ہے، ۲۳۸ اور ۲۳۷ غ غ میں ہا در صا د کے تحت دو جگہ (زمر غ، غ) غ غ
غ غ غ غ ان ساتوں میں بھی فی ما کو مقطوع لکھو،

۲۳۹۔ فِي سِدَاةِ الشَّعْرِ بِالْوَصْلِ بَعْضُهُمْ
ت:- اور بعض نے ماسوا شعراء میں وصل سے بیان کیا ہے، (گویا فی ما کی تین صورتیں ہوں گیں)
اور پہلا اِن مَّا ذُو عَدُوٍّ (انعام غ) قطع ہی کے ساتھ زیارت کیا گیا ہے۔
بَابُ قَطْعِ اَنْ مَّا ذُو لَيْسَ مَا
۲۳۹۔ وَالْوَصْلُ اَنْ مَّا ذُو عَدُوٍّ عِنْدَهُمْ
۲۳۹۔ وَالْوَصْلُ اَنْ مَّا ذُو عَدُوٍّ عِنْدَهُمْ

ت:- اور تم اہل رسم کے نزدیک اِن مَّا ذُو عَدُوٍّ
کو ہر دو جگہ ج غ لقمان غ میں مقطوع لکھو، اور انفال غ میں نبتا وصل ثابت تراویح حق ہے۔
۲۴۰۔ وَالْوَصْلُ عِنْدَ حَرْفِ الْخَلِّ جَاءَ كَذَا
۲۴۰۔ لَيْسَ مَا تَقَطَّعَ فَمَا حَكَى اَنْ لَكُمَا
ت:- اور اِن مَّا عِنْدَ جو محل (غ) کا کلمہ ہے وہ بھی اسی طرح (انفال غ) کی طرح آیا ہے۔
اور لیس مَّا بقرہ غ، مائدہ غ وغ میں دو دو اس کا مقطوع ہونا اس رسم میں ہے جسے
صاحب الفضل نے نقل کیا ہے۔

۲۴۱۔ اَنْ لَكُمَا عِنْدَ حَرْفِ الْخَلِّ جَاءَ كَذَا
ت:- اَنْ لَكُمَا عِنْدَ حَرْفِ الْخَلِّ جَاءَ كَذَا
سے پہلے (بقرہ غ) سلسل چلنے والی ہواؤں کی طرح موصول ہے (یعنی وصل قوی تر اور اکثر ہے،
علی بھی اسی پر ہے،

بَابُ قَطْعِ
۲۴۱۔ اَنْ لَكُمَا عِنْدَ حَرْفِ الْخَلِّ جَاءَ كَذَا
۲۴۱۔ اَنْ لَكُمَا عِنْدَ حَرْفِ الْخَلِّ جَاءَ كَذَا

۲۵۰ دَوْلَ مَا أَلْفَى اسْمَعُ كُلَّ مَا دَخَلَتْ وَحُلَّ مَا جَاءَ مِنْ خَلْفِ يَدَيْ دُودَا
ت:- اور تم کہہ دو کہ اہل رسم نے دُودَا کہے ہیں کہ حُلَّ مَا جَاءَ مِنْ خَلْفِ يَدَيْ دُودَا
دُودَا (دُودَا) میں خلف جبر مشہور ہو گیا ہے۔ اور حُلَّ مَا أَلْفَى (دُودَا) حُلَّ مَا دَخَلَتْ
(دُودَا) اور حُلَّ مَا جَاءَ (دُودَا) کی رسموں کو سن لو کہ منقول عن الخلف ہے، متصل ہے
باذکار لوگوں سے۔ (ان یا کچھ کلمات کے ماسوا سب موصول ہیں۔)

بَابُ قَطْعِ حَيْثُ مَا
وَوَصْلِ أَيْمًا ۲۵۱
دَحِيثٌ مَا قَاطَعُوْا أَمَا يَنْتَابُ فَصِلُوا
دَحِيثٌ أَيْمًا فِي الْحُلِّ مُشْتَبِهًا
ت:- اور تم حَيْثُ مَا بقرہ غ (غ) کو مقطوع لکھو، اور
فَا يَنْتَابُ بقرہ غ (غ) اور اسی طرح اَيْمًا کما نخل (غ) کو بھی موصول لکھو، دران حالیہ وصلہ
مشہور ہے۔

۲۵۲ وَالْخَلْفُ فِي سَوِيَّةِ الْخَضَابِ وَالشَّعْرَا
ت:- اور احزاب غ و شعرا غ کے اَيْنَ مَا میں خلف ہے اور شعرا غ میں وصل زار کی حیثیت سے
قلیل ہے (ان کے سوا ہر جگہ مقطوع ہے)

بَابُ لَكَيْلَا ۲۵۳
فِي أَلْ عَمْرَانِ وَالْخَضَابِ ثَانِيَهَا
وَالْحَجَّ وَصَلًا لَكَيْلَا وَالْحَدَّ يَدِ حَبْرَا
ت:- اور لَكَيْلَا ان چاروں صورتوں میں موصول ہو کر جاری ہوا ہے۔ احزاب کا دوسرا
والا غ میں ہے۔ (غ کے ماسوا وغیرہ مقطوع ہے)

بَابُ قَطْعِ يَوْمِ هُمْ
وَوَصْلِ دِيكَا ۲۵۴
فِي الْمَطْلُوعِ وَالذَّارِيَاتِ الْقَطْعُ يَوْمِ هُمْ
وَوَصْلُ دِيكَا مَعًا وَصْلًا كَسَا حَبْرَا
ت:- طول (دُودَا) اور ذاریات غ میں یَوْمِ هُمْ
مقطوع الرسم ہیں۔ اور دِيكَا دو نون جگہ (قصص غ) موصول ہے جس نے و ناقصین
وصل کو اپنی چاروں پہتا دی ہیں (یعنی موصول الرسم صحیح ہے۔)

بَابُ قَطْعِ مَالٍ ۲۵۵
وَمَالِ هَذَا أَفْقَلُ مَالِ الَّذِينَ كُنَّا فِي هَذَا لَمْ يَقْطَعْ لَمْ يَكُنْ
ت:- اور بیان کر دو کہ مَالِ هَذَا اَرْكُف غ و فَرْقَان غ (اور مَالِ الَّذِينَ كُنَّا فِي هَذَا (معارج غ)
اور مَالِ هَذَا الْقَوْمِ رِشَا غ (لام کے قطع سے ہیں، دران حالیہ تم یاد کر نوا لے ہو۔ (ان میں
آں جاریہ ۱۵ ہے جو در سے مقطوع ہے۔)

بَابُ وَصْلِ ۲۵۶
وَالْعَيْنُ عَزَاذَ اللَّهِ خَيْرٌ إِلَى الْإِسْمَاءِ وَالْأَكْثَرُ فِيمَ أَكْثَرُ
ت:- ابو عبید نے جین کو مصحف امام کی طرف منسوب کرتے ہوئے موصول دیکھا۔

بَابُ هَاءِ التَّائِيثِ الَّتِي كُتِبَتْ مَاءً

ہمارے تائید جو شکل تاء مطولہ مرسوم ہوتی ہے، اس کا بیان :-

ت:۔ اور تم ہا و تاثیرت جو بصورت تاء و راز موم ہوتی ہے لے لو، تا کہ تم اس کے نفیس حالات سے اپنے مقاصد پورے کرو۔

دراز تاؤں کو تم ہیں اس لئے ناظمِ رحمت انھیں بیان کر دیں گے، باقی گول تائیں شکل بہا ہوں گی۔

۲۴۲ خاندانِ امصافاتہ (اظہارِ شرعاً) دکن فی مقررہ اوقات مسلسل حضرت
ت:۔ تم ابتداء (پہلے باب) میں اس تار کے اسماء لے لو جو ظاہر کی کثرت مضامین ہو دریاں حالیکہ وہ بہت
سے باغ کی طرح ہیں اور تم دو دوسری باہر یعنی دو کتب باب میں اسماء مفردات کے بارے میں لا مکمل
بیان کو لے لو دریاں حالیکہ وہ آسان و سہل ہیں۔ (جیسے فحمت، سحر، حدیث وغیرہ) لیکن وہ دونوں
الواب ہیں:۔

بَابُ الْمُضَافَةِ إِلَى الْأَسْمَاءِ الظَّاهِرَةِ وَالْمُقَدَّرَةِ

اس تاویث کا بیان جو اسما علیہ السلام پر مضاف ہو، جنہیں سب نے تصدیق کر دیا ہے۔

[illegible]

مُعْمَلَاتٌ لِّدَاخِرِي سُنَّتِي فِي الْ
دَعَائِرِ اَوْ فُطِرَتْ شَجَرَتُ

۱۲۸ مَنَاقِدُ قُرْطُ عَيْنٍ وَابْنُ كَلْبٍ
 ۱۲۹ لَدَى إِذْ أَوْقَعَتْ وَالنَّوْزُ لَعْنَتْ كُلُّ
 ۱۳۰ ت: اس (قصص) کے (انصر اُن کے) ساتھ وہ تین بھی ہیں جو تحکیم غ میں ہیں (اس لفظ کے دراز تا کی علامت
 یا پھر کس کے بعد ان کے شوہر کا نام بھی آ رہا ہے جیسے انصر اُن کے عمن ان اور یہ سات مواقع میں ہیں) اور ع
 سنّت (وہ جگہ) انقال غ مع فاطر (غ) کے تینوں آخری کلمات کے، اور غافر غ کے آخری (غ) میں ع فطر
 دروم غ) ۱۳۱ متجیّت (درفان غ) میں ع بقیّت (ہود غ) ع معصیت (مجادلہ غ) دو جگہ مذکور ہیں۔ ع
 اور قنّت (قصص غ) اور ع ۱۳۲ اِنْتِ اَحْرَمِ غ ۱۳۳ کَلِمَتِ جو وسط اعراف (غ) میں ہے اور ع ۱۳۴ حِنْتِ جِثْمِ بَیْرِ
 والوں کا جو سورہ واقفہ میں ہے۔ اور تم بیان کر دو کہ ۱۳۵ لَعْنَتْ جو سورہ نور غ میں ہے اور اس سے قبل تَجَعَلْ
 لَعْنَتْ اَللّٰهُمَّ حِیْ تَاوَدَّ دَرَزَے متب در سہا ہے (تَجَعَلْ کی قید سے اَلِ عِمران غ خارج ہو گیا ہے)۔
 اس باب کے آخری کلمات پر بضورت وقف کی، بھری، اکائی، (عشرہ کے یعقوب) ہا، وے باقی حضرت
 تاسے وقف کر رہے ہیں۔

بَابُ الْمَفْرَدَاتِ وَالْمُضَافَاتِ الْمُخْتَلَفِ فِي جَمْعِهَا

ان مفرد اور مضافات اسماء کا بیان جن کے واحد جمع میں اختلاف ہے۔ مفرد سے مراد غیر مضافات ہے۔
 ۱۳۶ ذَٰلِكَ مِنْ مَّفْرَدٍ وَحْدٍ مُضَافَةٍ
 ۱۳۷ ت: اور تم اس مفرد اور مضافات میں سے بیان کو لیں جو ایک جمع اور واحد میں قرآن نے اختلاف کیا ہے، اور
 میرا بیان پراگندہ اور غیر متب نہیں ہے۔

۱۳۸ فِي لَوْسِفِ اَيُّوبَ مَعَا غِيْبَةٍ
 ۱۳۹ فِي اَلْعَنُكُوْتِ عَلَيْهِمْ اَيُّوْ
 ۱۴۰ ت: تم کہہ دو کہ یوسف غ میں اَیُّوْ اور غِیْبَتِ کے دونوں لفظ، اور عَنُكُوْتِ غ میں عَلَیْهِ
 اَیُّوْ (دراز تا ہے) منقول ہیں۔ ۱۴۱ جِلْمَتِ (مرسل غ) فاطر (غ) کا علی بَیْنَتِ، ۱۴۲ رَشْمَتِ
 (فصل غ) فی لَعْنَتِ (سباع غ) اَللّٰتِ (نجم غ) اور هَيَّهَاتَ مَوْسُوْنِ غ میں (یہ بھی
 دراز تا ہے) شیریں ہیں (تالی کلمات کا) بقیہ ہیں۔

۱۴۳ فِي عَاقِبِ كَلِمَتِ الْخَلْفِ فَيَمِمْ دُرُفِ
 ۱۴۴ ثَانِي يَبْدُوْهُ هَا بِكَ لَيْسَ اِنْ شَرِي
 ۱۴۵ ت: سورہ غافر غ کے کَلِمَتِ میں خلف، اور یونس کے دُوسرے (غ) میں بھی مصحف عراقی میں
 ہا کی صحت میں رکھی جاتی ہے۔

۱۴۶ وَالتَّوْكَاسُ مَدَنِيٌّ وَاسْقَطَ
 ۱۴۷ نَصِيْرُ هُنَّ وَابْنُ اَلْمَدَنِيَّاتِ كَيْفَ نَظَرَا

ت بلادر (کلمت ۹) میں (شامی ودانی میں) ہے۔ اور نصیر اور ابن الانباری نے اس کو ساقط کر دیا ہے۔ پس فکروفظ کے اعتبار سے تم عمدہ ہو جاؤ۔

(نصیر و ابن الانباری کلمت ۹ میں جگہ تا سے کہتے ہیں انعام غ یونس میں پہلا موقع غ میں غافر غ میں اور دیگر حضرات نے چار جگہ بنا کر یونس کے دو کمرے کو بھی شامل کیا ہے۔)

عَلَىٰ ذِيهِمَا النَّارُ أَدْنٰى مِنْ حُلَّتُهُمَا ۖ وَنَحْنُ بِالْمَنَافِقِ ۚ
وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ كِبَاسَ ظُهُورِ الْمُنَافِقِينَ لَمَّا طَبَّخُوهُمْ كَانُوا فِيهَا سَاهِبِينَ
وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ كِبَاسَ ظُهُورِ الْمُنَافِقِينَ لَمَّا طَبَّخُوهُمْ كَانُوا فِيهَا سَاهِبِينَ
وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ كِبَاسَ ظُهُورِ الْمُنَافِقِينَ لَمَّا طَبَّخُوهُمْ كَانُوا فِيهَا سَاهِبِينَ

ت :- اور ان دونوں (غافر و یونس) میں تا سے لکھنا اُدنی ہے، اور یونس کے پہلے (غ) میں سب تاہی سے لکھا ہے، مشہور ہے معطیٰ اور انعام (غ) میں تام اہل رسم سے جاتا ہے (اس طرح ناظم رحم نے کلمت ۹ کے مواقع ذکر کئے ہیں، ہم کا ذکر یہاں اور ایک شعر علماء میں) اور ان سب مکرور کلمات ثمانیہ (ماسواہیہات) میں (بقراءت جمع قبل تا) الف نہیں ہے، اور صلیٰ کلمات

میں تاہی مزین ہے۔
(مکسصات) اور آگے مَنُوۃ کو بھی (جو کہ طور پر واحد ہے) مابقی میں بیان کرنا مناسب ہے۔
مگر ذاتی صحت کے اعتبار میں اس جگہ ذکر فرمایا۔ اور ذیٰ اُدنی اور یابست اور ذلالت حنین (ص غ) دراز تا سے ہیں۔ اور تم کہہ دو کہ مَنُوۃ (نجم غ اجماعاً) بصورت ہا ہے۔ نصیر نے بھی اہل رسم سے روایت کر کے اس کی تائیدی کی ہے۔

خاتمہ

وَمَا تَشَاءُ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْكَ قَوْلُكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ
وَمَا تَشَاءُ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْكَ قَوْلُكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ
وَمَا تَشَاءُ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْكَ قَوْلُكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ
وَمَا تَشَاءُ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْكَ قَوْلُكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ وَتَسْمَعُ لِمَنْ يُنَادِيكَ ۚ

(کتاب عقیلۃ کا ترجمہ یہ ہے :- بلاغت میں ہم مثل فصائد میں سب عمدہ قصیدہ جو نفیس ترین مقاصد میں ہے) اس کے کل اشعار ۲۹۸ ہیں جو مویوں اور قطرات بارش کو پروئے ہوئے ہیں۔ (علامہ ودانی رحم کے مفتح کے متفرق مضامین کو مع زیادات کے اس عمدگی سے بیان کرنا معمولی کام ہے)

نہیں ہے۔

۲۸۱۔ مَا لَهَا غَيْرُ عَوْنِ اللَّهِ فَاحْكُمَہُ
۲۸۲۔ تَرْجُو بَأْسَ الْجَاهِلِ مِنْ حَمَاهُ وَدَحْمَتِهِ
ت۔ اس قابلِ فکرِ قصیدے میں اللہ تعالیٰ کی مدد، راعی را در نورع بہ نوع کے شک کے سوا کوئی چیز نہیں (اس میں فخر کی یہی چیزیں ہیں جس نے قصیدے کو قابلِ فخر بنادیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کے انعام اور اس کے شیشمار فضل و احسان اور جو دو سخاوت کی جو انب ہی میں ٹھکانے کا امیدوار ہے۔

۲۸۳۔ كُنْشَانِ شَانِ مَرَاوِیْہَا مُسَدَّدٌ
۲۸۴۔ فَضْلُ أَنْ كَاظِمُهَا فِي عَصَا
ت۔ اس قصیدہ کے ناظر کے زمانہ تعریف میں بے ٹھکانہ ہوتے ہوئے بھی اس کے تیروں (الفاظ و مسائل) پر کسی نے عیب نہیں لگایا (یعنی مضامین بالکل درست ہیں۔ علامہ شاطبی اس قصیدے کی تصنیف کے وقت کے اپنے احوال کی جانب اشارہ فرما رہے ہیں۔

جب موصوفہ اول اول شعر میں تشریف لائے تو آپ کی تبحر علمی کی تاب نہ لا کر وہاں کے علماء و قراء حسد کرنے لگے، یہ بڑا سخت اور زنا منشی دور تھا، آپ کا کوئی ساکھنی نہ تھا اسی زمانہ اور حالت میں اس قصیدہ کی تصنیف ہوئی۔

۲۸۵۔ عَرِیْظَةُ مَا لَهَا مِرَاةٌ مُنْبَهَةٌ
۲۸۶۔ فَخَيْرٌ لِّحَیْنٍ لَمْ تَعْلَمْ مَطْلَعُهَا
ت۔ قصیدہ جہنی ہے اس کا کوئی آئینہ خبر نہیں (کوئی مصلح نہیں ہے) لہذا اس کے بدر (کامل یعنی مضامین میں جھائیں رہا گھاؤ) دیکھو والا ملامت نہ کرے۔ (مشاطی کر نیوالی عورت کے ہوتے ہوئے آئینے کی ضرورت نہیں ہوتی، جس کا کوئی نہیں ہوتا اسے ایسے چہرے کے حسن و فحش دیکھنے کے لئے آئینہ کی ضرورت ہو گرتی ہے، عیب میں ایسے کے لئے ایک مثل بن گئی، وَمَا لَهَا مِرَاةٌ مُنْبَهَةٌ، سب سے بھئی جھائیں اور سیاہی۔ چاند میں بھی داغ ہوتا ہے۔ نیز بدر کا مل کے بعد چاند کے گھاؤ کو سو کر ڈ کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ نقص و عیب کوئی چیز حتیٰ کہ چاند جیسی روشن چیز بھی دو سیکھنے سے خالی نہیں، پھر یہ کہ حضرت علامہ شاطبی نا بیانا تھے، آپ کے ساتھ کوئی ساتھی اور رفیق کار بھی نہ تھا جو مباحث کتب میں اور لکھنے لکھانے میں معاون ہوتا، اس قصیدہ کی تصنیف میں آپ مقلد کے صرف انہی مضامین و مسائل پر اکتفا فرمایا جو آپ کے حافظ میں تھے۔ علامہ نے اپنا عذر بیان فرمادیا لہذا اگر کسی کو اس میں کچھ نقص نظر آئے تو اسے درست کر دیں اور چشم پوشی سے کام لیں۔)

یہ قصیدہ سچ چشم پوشی کے لشکر کا محتاج ہے در اس حالیکہ یہ عذر کو قبول کر نیوالی ہو جبکہ یہ قصیدہ مطالعہ کتب کے ذریعہ دستیافتی نہیں کیا گیا۔ (پہلے معلوم ہوا کہ غریب الوطنی اور نابینائی کی حالت

میں یہ قصیدہ تصنیف ہوا، نہ کتابیں تھیں اور نہ ہی ذریعہ مطالعہ و موقوفہ، لہذا عذر معقول ہے چشم پوشی سے کام لینا چاہیے۔

ظَنَّاكَ الْهَجَرَ يَبْنَ الْمُهْجَرُ مِنْ سَوَى
يُجْهِدُ مِنْ غَرَمَاتِ الدَّهْرِ مُتَشَكِّرًا
خُدَّ مَا صَفَادُ أَخْلَاطٍ بِالْهَفْوِ مَا كَدَّرْنَا
لَا تَنْزَمُ نَزْدُومًا أَوْ تَرَى عُسْرًا

۲۸۶ کَا لَوْ ضَلَّ بَيْنَ صِلَاتِ الْمُحْسِنِينَ بَحَا
۲۸۷ مَرَّ عَابَ عَيْبَالَهُ عَنْ مَرَاخِلِ وَرَا
۲۸۸ دَرَانَا هِيَ أَعْمَالُ بَسِيَّتِهِ
۲۸۹ إِنْ لَمْ تَقْنَى فَلَا تَقْنَى مَشَارِبَهَا

ت:- یہ قصیدہ محسنین کے احسانات کے درمیان تو وصل (محبوب) کی طرح ہے جو اس سے حسن ظن رکھتے ہیں اور جو بھیجے اور فضول کوئی کر نولے ہیں جاری ہونے کے اعتبار سے (یعنی گفتگو میں) ان کے درمیان سحر و جادائی (محبوب کے فراق کے رونق و غم) کی طرح ہے (محبت میں فحش و کجی کی ہر شے کے ساتھ حسن ظن ہوتا ہے، عداوت میں اچھی چیز بھی بُری لگتی ہے، حسن ظن پر کھنسا جاتا ہے، جس نے صاحب عذر پر اعتراض کیا تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے جو اسے ملازمت کی تکلیفوں سے بچالے اور اسے جالیک وہ بدلہ لینے والا ہو، (یعنی عذر خواہی کے بعد بھی اگر کوئی ملازمت اور اعتراض کرے تو وہ خود ہی خطا دار سمجھا جائے گا۔ اس کا کوئی مددگار نہیں ہوگا، مُتَشَكِّرًا دراصل مُتَشَكِّرًا تھا ادغام کے بعد مُتَشَكِّرًا ہوا، شاعر بمعنی انہوں نے بدلہ لینا۔) اور یہ قصیدہ۔۔۔ تو صرف ایسے اعمال ہیں جو اپنی نیت کے موافق ہیں (رَأَيْنَا الْهَجَرَ بِالْهَجَرَاتِ) لہذا جو مضامین صاف و صریح ہوں انھیں لے لو۔ اور نا صاف و پرانگندہ ہوں، انھیں عادت عفو سے برداشت کر لو، اگر تم اس کے گھٹاؤں سے تنکا نکالے نہیں تو کم از کم تنکا تو نہ ڈالو۔ (یعنی اگر مصلح نہیں بن سکے تو معترض نہ بنو) تم کم و در کم دودھ دینے والے جانور کو کمتر اور حقیر نہ سمجھو تا وقتیکہ زیادہ دودھ دینے والے کو نہ پاؤ۔ رہے شعر و بلیغ تمثیلوں پر مشتمل ہے، یعنی جینک اعلیٰ نے ملے ادنیٰ ہی سے کام چلا نا چاہیے۔ یہی عقلمندی ہے۔ اس کے مصداق نہ ہونا چاہیے کہ دو کھائیں گے گھی سے در نہ جائیں گے جی سے،۔۔۔ مراحبہ تو امید نیست، بدرمساں !!

دُمُسْتَخَاتٌ بِمَنْ فِي كُلِّ مَاحُضَةٍ
الْطَّافَةُ تَلْشَفُ الْأَسْوَاءَ وَالْفِيءُ
يُجْزُو سَوَاكَ فَقَدْ أَوْدَى دَقْدَقُهُ
وَمِنْكَ مَبْنَعِيَادُ نِيكَ مُصْطَلَبًا

۲۹۰ وَاللَّهُ أَكْرَمُ مَا مَسَّنِي لِي دُمُسْتَخَاتٌ
۲۹۱ يَا مَاجَا الْفَضْلُ أَدَا الْفَضْلُ
۲۹۲ أَنْتَ أَكْرَمُ دَعْفَارِ الذُّلِّ وَبِئْسَ
۲۹۳ هَبْ لِي بِحَوْلٍ مَا يَرْصِيكَ مُتَبَعًا

ت (اللہ تعالیٰ ان سب سے بہتر ہیں جو امید و اعتماد کے قابل ہیں۔ اور ہر ہشت دلی چیزوں میں وہی دُمُسْتَخَاتٌ ہے۔ اے نقر اور اغنیاء کے ملجا (اور ٹھکانا) اور اے وہ ذات جس کے

اطاعت، تکالیف و نقصانات کو دور کرتی ہیں! آپ ہی کریم اور غفار الذنوب ہیں، جو آپ کے ماسوا سے امید رکھے وہ غائب و غایب ہے۔ اپنی بخشش کے صدقے آپ وہ عطا فرما دیجئے جو آپ کو راضی کرے دران حالیکہ میں متوجہ ہوں، آپ کے ہی طلبگار ہوں، اور آپ کی رضا میں صابر ہوں۔

۲۹۵۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مَشْنُوْرًا اُنْشَاَ رَبُّهُ

۲۹۶۔ ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى الْمَحْنَانِ سَيِّدِنَا

۲۹۷۔ تَنْدِي عَيْبَرًا اَدْمَسَكَ سَحْبَهَا دِيْنًا

۲۹۸۔ وَتَنْشِيْ نَفْعًا اَدْلًا وَالتَّشِيْعُ الْب

۲۹۹۔ تَضَاهَكَ الزَّهْرُ مَسُوْرًا اَبْوَنُهَا

ت۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس تعریف کی خوشخبریاں پہیلی ہوئی ہیں، دران حالیکہ غار میں بجا بابرکت ہے اور انجام میں دائمی ہے۔ پھر پسندیدہ ذات ہمارے سرور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ کی بدایاں (آپ) مشک و عنبر برساتی رہیں۔ اس صلوة کے ذریعہ امید واروں کی انتہائی امیدیں بھی پوری کر دیا میں۔ دران حالیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں۔ وہ رحمت کاملہ کو نہیں (اور آگے بڑھ کر) آپ کی نال اور آپ کے متبعین یعنی مہاجرین اور کھکانا دینے والوں اور مددگاروں (انصار) کو بھی غام ہو جائے، وہ صلوة کلیوں کو ہنسائے دران حالیکہ اس کی صلوة کی (گیریں اور خطوط مسرور ہوں، دران حالیکہ اس کی عمدہ ہوا میں صبح و شام خوشبود دینے والی ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا يٰ تَوْفِيقَ رَبِّنَا

وَبَعْدُ صَلَوةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهُ

مُحَمَّدٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مَجْدٌ كَعَبَّةٍ

وَتَنْدِي عَلَى اَصْحَابِهِ نَفَحَاتُهَا

بَعِيْرُ تَنَاهٍ رُبُّنَا وَقَرْنُهَا

یا اکرم الدکر میں دیا ارحم الراحمین محض اسے فضل و کرم سے اس شرح کو قبولیت رات نامہ عطا فرما دیجئے، اور اپنی رضا کیلئے اسے زاد آخرت بنا دیجئے۔۔۔ رَبَّنَا ثَقِْلِ مَتَانَتَكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْحَلِیْمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا اَنْتَ اَكْرَمُ التَّوَّابِ الرَّحِیْمُ۔۔۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ابو الحسن اعظمی

استاذ شعبہ قرأت

دارالعلوم دیوبند

16863

فہرست عنوانات

صفحہ	مضنون	صفحہ	مضنون
۳۶	باب حذف الواو من ياديتها	۳	پیش لفظ
	(باب حذف نون من الهمزة تحت)	۵	مقدمہ
۲۴	(فی الرسم على غير قياس)	۹	بسم الله الرحمن الرحيم
۵۱	باب رسم اللفظ اذ	۲۰	من سورة البقرة الى سورة الاعراف
//	باب رسم نبات الياء والواو		من سورة الاعراف الى سورة
۵۳	باب حذف احدى اليمين	۲۴	مريم عليها السلام
//	باب المقطوع والمرصول	۲۴	من سورة مريم عليها السلام الى سورة
۵۴	باب هاء التانيث التي كتبت تاء	۳۰	من سورة ص الى آخر القرآن
//	باب المضائق الى الاسماء الظاهرة والمخفية	۳۲	باب بحذف في كلمات تحمل عليها اشباهها
۵۸	باب المخففات والمضائق المتخالف في ج	۴۰	بكر من الزيادة
۵۹	خاتمه	۴۱	باب حذف الياء وثبوتها
		۴۵	باب ما زيدت فيه الياء

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

گزارش

الحمد للہ علم تجوید و قرآءت کے فروغ کے لیے قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کوشاں ہے ہمارا مقصد معیاری دیدہ زیب اور اعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں باسانی دستیاب نہیں ہو پارہی ہیں تو براہ راست بلا تکلف ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کو انشاء اللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

www.KitaboSunnat.com

قرآءت اکیڈمی®

28- الفضل مارکیٹ 17- نمرود بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

الحمد لله

علم تجوید و قرآت کے فروغ کے لیے کوشاں

قرآنت اکیڈمی[®]

ہماری پہچان

← معیاری

← دیدہ زیب

← مستند اور

← اعلیٰ طباعت کی حامل کتب

28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار- لاہور

فون: 7122423

الحمد لله

علم تجوید و قرأت کے فروغ کے لیے کوشاں

قرآنِ اکیڈمی[®]

ہماری پہچان

← معیاری

← دیدہ زیب

← مستند اور

← اعلیٰ طباعت کی حامل کتب

28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار- لاہور

فون: 7122423